# عطر دیوان حافظ

١٣٣٩ھ



مرتبہ

جناب مولوی ابوالحسن صاحب صدیقی بدایونی

پنشن یافتہ چیف جج سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

مطبوعہ

نظامی پریس بدایوں

نظام الدین حسین پرنٹر و پبلشر

١٩٢١ء

قیمت

# اعجاز القرآن

(مصنفہ مولوی محمد ابوالحسن صاحب صدیقی بدایونی پنشنر سب جج سرکار

یہ رسالہ اُن مضامین کا مجموعہ ہے جو عرصہ ہوا ملک کے مختلف رسائل و اخبار
میں طبع ہو کر مقبول عام ہو چکے ہیں اور اسی مقبولیت کی وجہ سے اُن کو بطور
رسالہ دو مرتبہ طبع کرانے کی ضرورت ہوئی اور ان مضامین کا انگریزی ترجمہ بھی
چھپ کر ممالک غیر میں شایع ہوا اس رسالہ میں انوکھے طرز استدلال سے
قرآن مجید کو اس کی اندرونی شہادت سے منزل من اللہ ثابت کیا گیا
نہایت عمدہ خواہ اُردو خواہ انگریزی قیمت فی جلد ۸ مقرر ہے مصنف سے
ذیل کے پتے سے مل سکتی ہیں۔

مولوی ابوالحسن صدیقی بدایونی فرشوری محلہ بدایون

کتاب نمبر بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مہتمم مطبع کی طرف

## گذارش

شاہد آں نیست کہ موئے و میانے دارد

بندۂ طلعت آں باش کہ آنے دارد

گذشتہ چند سال میں مطبع نظامی سے کلیات شیفتہ اور اُس کے بعد سید راس مسعود صاحب بی اے آکسن کی تحریک سے اردو دیوان غالب کے تین نفیس اڈیشن چھپکر نکل چکے ہیں اور دیگر اساتذہ اردو کے کلام کو صحت اور نفاست کے ساتھ چھاپنے کا انتظام ہو رہا ہے چنانچہ میر انیس کے مراثی کی پہلی جلد چھپ رہی ہے خواجہ میر درد اور مومن کے دیوانوں کی صحت کا کام جاری ہے۔ اردو کے اساتذہ کے کلام کی اشاعت و طباعت بجائے خود ایک بڑا کام ہے اس لیے باوجود بعض احباب کے اصرار کے مجھے فارسی شعرا کے کلام کے طبع کرنے کی طرف توجہ کرنے کا موقع نہ ملا لیکن میرے واجب التعظیم

ہم وطن بزرگ قوم مولوی ابوالحسن[1] صاحب صدیقی بدایونی پنشنر چیف جج سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کے اُس ذوق و شوق کی بدولت جو آپ کو خواجہ حافظ کے کلام سے ہے نظامی پریس کو آج یہ شرف حاصل ہو گیا کہ فارسی اساتذہ میں سے آج اُس شاعر کے دیوان کا لبِ لباب:

[1] مولوی صاحب موصوف نسباً صدیقی شیخ ہیں آپ حضرت ابوبکر صدیق سے اکتیسویں پشت میں ہیں آپکا خاندان بدایوں میں شیوخ فرشوری کے نام سے مشہور ہے اس خاندان کے مورث اعلیٰ فرشور سے جو مصر کے قریب ایک مقام تھا سادات زیدیہ کے ہمراہ سلطان شمس الدین کے عہد ۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء میں دہلی آئے اور وہاں سے بلگرام پہونچے اور ۶۹۵ھ ۱۲۹۶ء میں جبکہ سلطان سید علاء الدین بادشاہ دہلی بدایوں میں تھے اُن کے مورث شیخ کمال الدین فرشوری بلگرام سے بدایوں آئے مولوی صاحب موصوف مولوی عزیز الدین صاحب کے جو مصنفی کے عہدہ پر ممتاز رہے ہیں اور جن کو فن شعر میں مرزا غالب دہلوی سے تلمذ حاصل تھا فرزند اکبر ہیں ۱۲۷۵ھ ۱۸۵۸ء میں بمقام بدایوں پیدا ہوئے مختلف اساتذہ سے فارسی عربی کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد بریلی کالج اور میور سنٹرل کالج الہ آباد میں بی اے تک انگریزی کی تعلیم پائی تعلیم سے فارغ ہو کر ۱۸۷۷ء میں جب علیگڈھ میں مدرسۃ العلوم کا اجرا ہوا آپ اُس کے سب سے پہلے ماسٹر مقرر ہوئے. اُسی زمانہ میں جب سر سید مرحوم وائسرائے ہند کی کونسل کے رکن منتخب ہوئے تو اُن کے ساتھ بطور اُن کے پرائیویٹ سکریٹری کے کام کرتے رہے تقریباً چار سال تک آپنے اس خدمت کو انجام دیا ۱۸۸۳ء سے آخر اپریل ۱۸۸۸ء تک ہائی کورٹ الہ آباد میں بطور گورنمنٹ ٹرانسلیٹر سرکاری مترجم کے کام کیا اُس کے بعد مئی ۱۸۸۸ء میں حیدر آباد میں جا کر سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی ملازمت میں منسلک ہوئے اور سب سے پہلے مدارالمہامی کے اسٹاف میں شامل ہو کر صیغہ راز میں مامور ہوئے چیف ججی کے عہدہ تک ترقی پائی اور ۱۹۰۹ء میں وظیفہ حاصل کیا۔ اب وطن میں خانہ نشین ہیں ۱۹۱۶ء

نذر شائقین کرتا ہوں جس کو فارسی نظم میں غزل کا بادشاہ مانا گیا ہے اور جس کا کلام سوز و گداز اور درد سے بھرا ہوا ہے۔ حافظ ہی کے کلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ پانسو برس سے زیادہ مدت گزر جانے کے بعد آج بھی اُن کے اشعار میں ایک خاص لطف پایا جاتا ہے۔ مردہ طبیعتوں میں اُن کے پڑھنے سے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ حافظ کے یہاں ایسے شعر بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں جو انسان کو اعلیٰ درجہ کا اخلاق سکھانے میں استاد کا کام دیتے ہیں۔ سلاست اور روانی کو حافظ کے تخیل کا زیور سمجھنا چاہیئے یہی وجہ ہے کہ حافظ کے بہت سے اشعار یا مصرعے ضرب الامثال کے درجہ پر پہونچ گئے ہیں اور نہ وہ صرف فارسی ادب میں مستعمل ہیں بلکہ اردو ادب کے مضمون نگار یا مصنف بھی اس سے مستغنی نہیں ہیں مثلاً

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است | با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲) جب بدایوں میں مسلم اسلامیہ ہائی اسکول قائم ہوا تو تین سال کے لیے آپ اسکے پہلے معتمد اعزازی منتخب ہوئے۔ اعجاز القرآن جس میں کلام مجید کے فلسفیانہ نکات بیان کیے گئے ہیں آپ کی تصنیف سے ہے اس مفید رسالہ کا انگریزی ترجمہ بھی آپنے کیا تھا جو چھپکر ممالک غیر میں شائع ہوا اس ترجمے میں فارسی کے ان تمام اشعار کا جو اصل کتاب میں جابجا آئے ہیں انگریزی نظم میں ترجمہ کیا گیا ہے حال میں آپ کی ایک دوسری کتاب "تنقید لسان الغیب" شائع ہوئی ہو فارسی زبان اور شعر و سخن کا آپ کو خاص مذاق ہے شاعر نہیں ہیں لیکن طبیعت موزوں پائی ہے۔ فن عروض میں کمال حاصل ہے۔

ؔ حافظ کا سال وفات (۷۹۱ھ) خاک مصلیٰ سے نکلتا ہے ۱۲

| | |
|---|---|
| ۶ ببین تفاوت ره از کجاست تا به کجا | |
| ۶ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را | |
| ۶ این که می بینم به بیداری است یا رب یا به خواب | |
| ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست | در حضرت کریم تمنا چه حاجت است |
| ۶ در کار خیر حاجت هیچ استخاره نیست | |
| مباش در پی آزار و هر چه خواهی کن | که در شریعت ما غیر ازین گناهی نیست |
| رواق منظر چشم من آشیانهٔ تست | کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست |
| حافظ وظیفهٔ تو دعا گفتن است و بس | در بند آن مباش که نشنید یا شنید |
| ۶ عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو | |
| کس ندانست که منزل گه مقصود کجاست | این قدر هست که بانگ جرسی می آید |
| ۶ دیو بگریزد از آن قوم که قرآن خوانند | |
| آسمان بار امانت نتوانست کشید | قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند |
| ۶ چه دلاور است دزدی که بکف چراغ دارد | |
| دست از طلب ندارم تا کام من برآید | یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید |
| رسید مژده که ایام غم نخواهد ماند | چنان نماند چنین نیز هم نخواهد ماند |
| من از بیگانگان هرگز ننالم | که با من هر چه کرد آن آشنا کرد |
| نصیب ماست بهشت ای خداشناس برو | که مستحق کرامت گناهگارانند |

ع نه هر که سر بتراشد قلندری داند

واعظاں کیں جلوه بر محراب و منبر میکنند | چوں به خلوت میروند آں کارِ دیگر میکنند

توبه فرمایاں چرا خود توبه کمتر میکنند

نصیحتے کنمت بشنو و بہانه مگیر | ہر آنچه ناصح مشفق بگویدت بپذیر

ما قصهٔ سکندر و دارا نخوانده ایم | از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس

رموز مصلحت ملک خسرواں دانند | گدائے گوشه نشینی تو حافظا مخروش

یا مکن با پیلباناں دوستی | یا بنا کن خانه در خورد پیل

در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند | آنچه استاد ازل گفت ہماں میگویم

ما ز یاراں چشم یاری داشتیم | خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

ایں چه شوریست که در دور قمر می بینیم | ہمه آفاق پر از فتنه و شر می بینیم

اسپ تازی شده مجروح بزیر پالاں | طوق زریں ہمه در گردن خر می بینیم

ع مطربِ خوش نوا بگو تازه بتازه نو بنو

فکرِ خود و رائے خود در عالمِ رندی نیست | کفرست دریں مذہب خود بینی و خود رائی

برو ایں دام بر مرغِ دگر نه | که عنقا را بلند است آشیانه

در ره منزلِ لیلی که خطرہاست بجاں | شرط اوّل قدم آنست که مجنوں باشی

ایں خرقه که من دارم در رہن شراب اولےٰ | ویں دفتر بے معنی غرق مے ناب اولےٰ

تکیه بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف | مگر اسبابِ بزرگی ہمه آماده کنی

دیوان حافظؒ کے اس انتخاب سے جس کو آیندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائینگے مولوی ابوالحسن صاحب موصوف کے مذاق سلیم کا پتہ چلتا ہے۔ اُنھوں نے ۴۵ سال تک حافظؒ کے کلام کا مسلسل مطالعہ کیا ہے جس سے اُن کو کلام حافظؒ سے ایک خاص مناسبت پیدا ہوگئی ہے اور اس کثرت مطالعہ کے باعث وہ سچ مچ دیوانِ حافظؒ کے حافظ ہوگئے ہیں۔ بلا مبالغہ اُن کو سارا دیوان قریب قریب ازبر ہے۔ صاحبان بصیرت وذوق اس انتخاب کو پڑھکر جس کو بجا طور پر "عطر دیوان حافظ" کہا گیا ہے ایک خاص لطف حاصل کریں گے شاید کہا جائیگا کہ یہہ انتخاب محشّٰی کیوں نہ شائع کیا گیا۔ لیکن۔ لسان الغیب[1] کے ہوتے ہوئے جس کی کمی کو قابل مولف کی تنقید کو لسان الغیب نے جو حال ہی میں چھپکر شائع ہوئی ہے پورا کردیا ہے اس خلاصہ کے ساتھ نوٹ دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اس انتخاب کی طباعت میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے خود صدیقی صاحب مولف انتخاب ہذا نے اُس کو اپنے اُس نسخے سے جس کو اُنھوں نے ۴۵ سال گزشتہ کی محنت سے مختلف نسخوں کو مہیا کرکے صحیح کیا ہی نقل کرکے کاتب مطبع ہذا کو لکھنے کو دیا اسکے بعد کاتب کی غلطیوں کو اُنھوں نے اپنی نگرانی میں درست کرایا۔ سب سے آخر میں پروفوں کی تصحیح کرنے کی تکلیف اُٹھائی غرض کہ یہ انتخاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک خاص چیز ہے۔ اس

[1] یہہ دیوان حافظ کی بہترین شرح ہی جو اردو زبان میں مولوی ولی اللہ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی رایٹ آباد نے لکھی ہے

نسخے میں قریب قریب وہ تمام اشعار جن کی صورت بازاری نسخوں میں کاتبوں کے دستِ بیداد سے مسخ ہو گئی ہے صحت کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ صحت کے انتظام کے علاوہ ایسے وقت میں جبکہ سامان طباعت کے متعلق قریب قریب ہر چیز گراں ہو رہی ہے حتی الامکان اس کتاب کی ظاہری خوشنمائی کی طرف سے بھی لاپروائی نہیں برتی گئی ہے۔ کاغذ سفید چکنا اعلیٰ قسم کا استعمال ہوا ہے۔ لکھائی بھی دیدہ زیب ہے۔ چھپائی میں اگر خوشرنگ جدولوں نے اس کے حسن کو نہیں بڑھایا ہے تو سادگی اور یکسانیت نے دلفریبی کی شان ضرور پیدا کر دی ہے۔ جس سے وہ ملک کے جدید تعلیم یافتہ جماعت کے جس کو علوم جدیدہ کے ساتھ مشرقی مذاق کی کتابوں کو بھی اپنے کتاب خانوں میں رکھنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔ پسند کے قابل بن گیا ہے میں نے تفاؤل کے طور پر "عطر دیوان حافظ" کی قبولیت کے متعلق خود حافظ سے پوچھا جواب میں عنوان کا شعر ہاتھ آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس انتخاب کی قبولیت عامہ کے لیے یہ فال نیک ہے اس کو ملک سے ضرور قبول عام کی سند ملیگی اور قابل مولف کی سعی مشکور ہو گی۔ انشاء اللہ العزیز

خاکسار

نظامی بدایونی

نظامی پریس بدایوں

۱۵ر نومبر ۱۹۲۰ء

# قطعۂ تاریخ از مولف

چو از ہمت و لطف فیضانِ حافظ
جواہر برآوردم از کانِ حافظ

کشیدم فرح بخش و مطبوع عطرے
ز گلہائے خوشبوے بستانِ حافظ

شدم در سرِ فکرِ تاریخِ ہجری
خرد گفت، گو، عطرِ دیوانِ حافظ

۱۳۳۹ھ

# مصرعۂ تاریخ سال عیسوی

عطرِ دیوانِ اشرف حافظ

۱۹۲۰ء

# تمہید

من ز حافظ مغز را بر داشتم
پوست بہر دیگراں بگزاشتم

خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کا کلام موعظت التیام رعلیٰ دنیا میں پانسو برس سے سرور بخش روح اہل مذاق رہا ہے۔ مجالس وجد و سماع و محافل رقص و سرود کی جان اور عارفان خدا اور صوفیان باصفا کا دین و ایمان رہا ہے انکے کلام کو پڑھ کر ہر شخص جو ذوق سلیم رکھتا ہے بیساختہ کہہ اٹھتا ہے

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ      بہ قرآنے کہ اندر سینہ داری

چونکہ فطرت انسانی کے ہر شعبے اور ہر پہلو پر یہ کلام حاوی ہے اس وجہ سے معتقدان حافظؒ اس سے تفاؤل کرتے اور اپنی مرادوں کے [illegible] پاتے ہیں۔ یہ خصوصیت کسی دوسرے کلام انسانی میں اس درجہ تک نہیں ہے اگر فالوں کی جو کتب تواریخ میں درج ہیں یا جن کی روایتیں سینہ بسینہ ہم تک پہونچی ہیں تفصیل بیان کی جائے تو ایک بسیط رسالہ درکار ہوگا۔ انکا دیوان تصوف و معرفت۔ حکمت و موعظت۔ پند و نصیحت۔ رندی و مستی شوخی و ظرافت۔ رمز و کنایہ تغزل و مبالغہ و تشبیہ و ضرب الامثال کا ایک [illegible] ہے

مجموعہ کی اکثر غزلوں میں تسلسل مضمون کی جھلک نظر آتی ہے کہیں کسی اہم مطلب کے ذہن نشین کرنے کے واسطے تجاہل عارفانہ کی ایسی ادا پائی جاتی ہے جس کی نظیر کسی دوسرے کلام میں نہیں مل سکتی۔ اس انتخاب میں ان ہی خصوصیات و اوصاف کے نمونے موجود ہیں ان ہی خوبیوں کی وجہ سے جناب خواجہ صاحب جملہ غزلگو شعرا کے بادشاہ تسلیم کیے گئے ہیں۔ انھوں نے خود بھی ایک جگہ فرمایا ہے

خیال شاہی اگر نیست در سر حافظ     چرا بہ تیغ زباں عرصۂ جہاں گیرد

جناب خواجہ صاحب کی زندگی ہی میں ان کا کلام ایران کے عرض و طول میں شائع ہوگیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

عراق و پارس گرفتی بشعر خود حافظ     بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریز است

فکند زمزمۂ عشق در حجاز و عراق     نوائے بانگ غزلہائے حافظ شیراز

نہ صرف ایران ہی بلکہ ترکستان اور ہندوستان میں ان کا کلام پہنچ گیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں:۔

ز شعر حافظ شیراز میگویند و می رقصند     سیہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی

ہندوستان میں انھوں نے دو غزلیں اپنی زندگی میں بھیجی تھیں ایک تو سلطان غیاث الدین شاہ بنگالہ کے پاس جس کا مطلع یہ ہے:۔

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود     ویں بحث با ثلاثۂ غسالہ می رود

دوسری غزل سلطان محمود بہمنی شاہ دکن کے پاس جس کا مطلع یہ ہے:۔

دے باغم بسر بردن جہاں یکسر نمی ارزد — بمے بفروش دلق ما کزیں بہتر نمی ارزد

غرضکہ ہمارا ملک حافظ رح کے کلام معجز نظام سے عرصۂ دراز سے روشناس ہے راقم الحروف بھی ۹ سال سے
اس دیوان کا مطالعہ کر رہا ہے جس کا ایک حصۂ معتدبہ برزبان ہوگیا ہے جناب خواجہ صاحب کے کلام
کے ساتھ یہ میرا شغف و انہماک جناب سید علیہ الرحمۃ اور جناب مسٹر محمود صاحب مرحوم کی فیضان
صحبت کا نتیجہ ہے ان دونوں بزرگوں کو اس کلام سے بدرجہ غایت دلچسپی تھی۔

القصہ مجھکو خیال ہوا کہ اگر دیوان حافظ کا ایسا انتخاب کیا جائے جسمیں اعلیٰ درجہ کے سب اشعار
مجتمع ہو جائیں تو وہ اصحاب جو فارسی نظم کا مذاق اور بالخصوص کلام حافظ سے دلچسپی رکھتے ہیں اسکو
پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھینگے اور شیدایانِ حافظ اس کو آسانی برزبان کر سکینگے جناب
خواجہ صاحب کا کل کلام مرصع ہے کیونکہ ایک مشہور روایت ہے کہ ایران کے ایک بادشاہ نے
دیوان حافظ کا خلاصہ کرنا چاہا اور چار عالموں کو اس کام پر متعین کیا کہ اپنی اپنی رائے سے علیحدہ علیحدہ
خلاصے مرتب کریں جب چاروں خلاصے تیار ہوگئے اور انکو ملا کر دیکھا تو کل دیوان حافظ اس میں آگیا تھا
اس لیے اس کوشش سے باز رہا۔ میں نے اپنی مذاق رہے اور مذاق کے موافق یہ خلاصہ مرتب کیا ہے
ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی دوسرے صاحب ایسا انتخاب شائع کریں جسمیں بقیہ حصۂ دیوان کا آجائے
پہلے میں نے وسیع پیمانہ پر انتخاب کیا تھا لیکن حجم زیادہ ہونیکی وجہ سے اس انتخاب کا
لب لباب موجودہ شکل میں قائم کیا گویا یہ شراب دو آتشہ ہے جو ہدیہ ناظرین ہے
اور جس پر اُس شعر کا مضمون صادق آتا ہے جو اس تمہید کے
زیب عنوان ہے اسی وجہ سے اس کا تاریخی نام عطر دیوان حافظ

رکھا گیا ہے کیونکہ فی الواقع وہ دیوان کا عطر یا جوہر ہے۔ اس انتخاب میں (۱۵۳۵) اشعار ہیں گویا کل دیوان کی ایک تہائی کے قریب ہے اس انتخاب کے ساتھ سب سے زیادہ محنت اسکی تصحیح میں کرنی پڑی۔ اس ملک کے قلمی یا مطبوعہ نسخوں میں سے کوئی نسخہ صحیح نہیں پایا۔ اس لیے جس لفظ کے متعدد نسخے تھے ان میں بہترین نسخہ میں نے منتخب کرلیا اسی کا نام حُسنِ انتخاب ہے۔ یہ بھی مجکو ظاہر کر دینا چاہیے کہ بعض الفاظ سب نسخوں میں یکساں مہمل اور بے معنے تھے جنکی توقع حافظ جیسے استاد سے نہیں ہو سکتی تھی اور میرے دماغ میں ایک خیال بجلی کی طرح دوڑ گیا کہ مصنف نے غالباً فلاں لفظ استعمال کیا ہوگا جو کاتبوں کی مہربانی سے مسخ ہوگیا اس لیے ایسے مقامات پر مجکو اپنے اجتہاد یا ذاتی رائے کام میں لانا پڑا۔ اس اجمال کی تفصیل میں اپنے رسالہ تنقید لسان الغیب میں جو حال ہی میں مطبع نظامی بدایوں سے چھپکر نکلا ہے بیان کر چکا ہوں اس رسالہ میں حافظ کے بعض اشعار کی شرح بھی بیان ہوئی ہے غرض کہ اس انتخاب میں اشعار کی صحت کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حافظ کا دیوان ایک خوشنما گلدستہ ہے اور اس میں وہ خوبیاں اور دلربائیاں موجود ہیں جنکا کسی ایک شاعر کے کلام میں جمع ہونا مشکل ہے

ز دلبری نتوان لاف زد بہ آسانی     ہزار نکتہ درین کار ہست تا دانی

خاکسار

محمد ابو الحسن صدیقی بدایونی

پنشنر و سابق چیف جج سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## الف

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا ۔۔۔ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید ۔۔۔ کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم ۔۔۔ جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملہا

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنیں ہائل ۔۔۔ کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر ۔۔۔ نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

بخت خواب آلود ما بیدار خواہد شد مگر ۔۔۔ زانکہ زد بر دیدہ آبے روئے رخشان شما

دل میرود ز دستم صاحب دلاں خدارا ۔۔۔ دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

آسایش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است ۔۔۔ با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

در کوی نیک نامی ما را گذر ندادند
گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

آن تلخوش که صوفی ام الخبائثش خواند
اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی
کاین کیمیای هستی قارون کند گدا را

حافظ بخود نپوشید این خرقهٔ می آلود
ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

ساقی بنور باده برافروز جام ما
مطرب بگو که کار جهان شد بکام ما

ما در پیاله عکس رخ یار دیده ایم
ای بی خبر ز لذت شرب مدام ما

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما

ترسم که صرفهٔ نبرد روز بازخواست
نان حلال شیخ ز آب حرام ما

صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببین تفاوت ره از کجاست تا به کجا

چه نسبت است برندی صلاح و تقوی را
سماع وعظ کجا نغمهٔ رباب کجا

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را
بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را

بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت
کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلی را

فغان کین لولیان شوخ و شیرین کار شهر آشوب
چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است
بآب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را

من از آں حسنِ روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

حدیث از مطرب و مے گو و رازِ دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معما را

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعلِ شکرخا را

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیرِ ما
چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیرِ ما

صوفی بیا کہ آئنہ صاف است جام را
تا بنگری صفائے مے لعل فام را

رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست پرس
کایں حال نیست صوفیِ عالی مقام را

ما را بر آستانِ تو بس حقِ خدمت است
اے خواجہ باز بیں بہ ترحم غلام را

حافظ مریدِ جامِ جم است اے صبا برو
وز بندہ بندگی برساں شیخِ جام را

رونقِ عہدِ شباب است دگر بستاں را
میرسد مژدۂ گل بلبلِ خوش الحاں را

ترسم آں قوم کہ بر دُردکشاں می خندند
در سرِ کارِ خرابات کنند ایماں را

گر چنیں جلوہ کند مغبچۂ بادہ فروش
خاکروبِ درِ مے خانہ کنم مژگاں را

نشوی واقفِ یک نکته ز اسرارِ وجود — گر تو سرگشته شوی دایرهٔ امکاں را

ہر کرا خوابگہ آخر بدو مشتے خاک است — گو چہ حاجت کہ برافلاک کشی ایواں را

ماہ کنعانیِ من مسند مصر آنِ تو شد — وقت آنست کہ بدرود کنی زنداں را

ملک آزادگی و کنج قناعت گنجے است — کہ بشمشیر میسر نشود سلطاں را

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے — دامِ تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

بملازمانِ سلطاں کہ رساند ایں دعا را — کہ بشکرِ پادشاہی ز نظر مراں گدا را

ہمہ شب دریں امیدم کہ نسیمِ صبحگاہی — بہ پیامِ آشنائے بنوازد آشنا را

صبا بلطف بگو آں غزالِ رعنا را — کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادهٔ ما را

غرورِ حسن اجازت مگر نہ داد اے گل — کہ پرسشے نکنی عندلیبِ شیدا را

بحسنِ خُلق تواں کرد صیدِ اہلِ نظر — بہ دام و دانہ نگیرند مرغِ دانا را

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی — بیاد آر حریفانِ بادپیما را

جز ایں قدر نتواں گفت در جمالِ تو عیب — کہ خالِ مہر و وفا نیست روئے زیبا را

گرچہ بدنامی است نزدِ عاقلاں — ما نمی خواہیم ننگ و نام را

زود باشد کہ بیاید بسلامت یارم — اے خوش آں روز کہ آید بسلامت بر ما

آنچہ جانِ عاشقاں از دستِ ہجرت میکشد — کس ندیدہ در جہاں جز کشتگانِ کربلا

**ب**

شاہداں مستور و مستاں بے شکیب — خانقاہ معمور و درویشاں خراب
سوزِ مستاں گر بداند محتسب — در دم از مے شاں زند بر آتش آب

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب — کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب
بر آں عزمم اگر خود می رود سر — کہ سر پوش از طبق بردارم امشب

خلوتِ خاص است جائے امن نزہتگاہِ انس — ایں کہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

تا کشید آں مشتری درہائے حافظ را بگوش
می رسد ہر دم بگوش زہرہ گلبانگِ رباب

گماں مبر کہ بدورِ تو عاشقاں مستند — خبر نہ داری ز احوالِ زاہدانِ خراب

## ت

بیا که قصر امل سخت سست بنیاد است / بیار باده که بنیاد عمر بر باد است

نصیحتی کنمت یاد گیر و در عمل آر / که این حدیث ز پیر طریقتم یاد است

ق

مجو درستی عهد از جهان سست نهاد / که این عجوزه عروس هزار داماد است

غم جهان مخور و پند من مبر از یاد / که این لطیفهٔ نغزم ز رهروی یاد است

ق

رضا بداده بده وز جبین گره بگشای / که بر من و تو در اختیار نگشاد است

نشان مهر و وفا نیست در تبسم گل / بنال بلبل مسکین که جای فریاد است

حسد چه می‌بری ای سست نظم بر حافظ / قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

برو بکار خود ای واعظ این چه فریاد است / مرا فتاده دل از کف ترا چه افتاد است

میان او که خدا آفریده است از هیچ / دقیقه‌ایست که هیچ آفریده نگشاد است

گدای کوی تو از هشت خلد مستغنی است / اسیر بند تو از هر دو عالم آزاد است

دلا منال ز بیداد و جور یار که یار / ترا نصیب همین کرده است و این داد است

برو فسانه مخوان و فسون مدم حافظ
کزین فسانه و افسون مرا بسے یاد است

باده نوشی که در وے هیچ ریائے نبود
بهتر از زهد فروشی که در و روے و ریاست

فرض ایزد بگذاریم و بکس بد نکنیم
وانچه گویند روا نیست نگوئیم رواست

چو بشنوی سخن اہل دل مگو که خطاست
سخن شناس نه دلبر خطا اینجا است

خمار عشق تو دوشیب در اندرونم بود
کجاست وقت عبادت چه وقت جای دعاست

آنکه زرمی شود از پرتو آن قلب سیاه
کیمیائے ہست که در صحبت درویشان است

مطلب طاعت و پیمان درست از من مست
که به پیمانه کشی شهره شدم روز الست

من همان دم که وضو ساختم از چشمهٔ عشق
چار تکبیر زدم یکسره بر هر چه که هست

حافظ از دولت عشق تو سلیمانی یافت
یعنی از وصل تواش نیست بجز باد بدست

دل سراپردهٔ محبت اوست
دیده آئینه دار طلعت اوست

من که سر در نیاورم بدو کون
گردنم زیر بار منت اوست

| | |
|---|---|
| تو و طوبیٰ و ما و قامتِ یار | فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست |
| دورِ مجنوں گزشت و نوبتِ ماست | ہر کسے پنج روزہ نوبتِ اوست |
| من و دل گر فنا شویم چہ باک | غرضِ اندر میاں سلامتِ اوست |
| گر من آلودہ دامنم چہ عجب | ہمہ عالم گواہِ عصمتِ اوست |
| با کہ ایں نکتہ تواں گفت کہ آں سنگیں دل | کُشت ما را و دمِ عیسیٰ مریم با اوست |
| من نخواہم کرد ترکِ لعلِ یار و جامِ مے | زاہداں معذور داریدم کہ اینم مذہب است |
| خرقۂ زہد مرا آبِ خرابات ببرد | خرمنِ عقل مرا آتشِ میخانہ بسوخت |
| زاہدِ ظاہر پرست از حالِ ما آگاہ نیست | در حقِ ما ہرچہ گوید جائے ہیچ اکراہ نیست |
| چیست ایں سقفِ بلند و سادہ و بسیار نقش | زیں معما ہیچ دانا در جہاں آگاہ نیست |
| ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو | گیر و دار و حاجب و درباں دریں درگاہ نیست |
| ہر چہ ہست از قامتِ ناساز و ناموزونِ ماست | ورنہ تشریفِ تو بر بالائے کس کوتاہ نیست |
| بر درِ میخانہ رفتن کارِ یکرنگاں بود | خود فروشاں را بکوئے مے فروشاں راہ نیست |
| بندۂ پیرِ خراباتم کہ لطفش دائم است | ورنہ لطفِ شیخ و زاہد گاہ ہست و گاہ نیست |

شکرِ خدا کہ از مددِ بختِ کارساز
برحسبِ مدعاست ہمہ کار و بارِ دوست

دشمن بقصدِ حافظ اگر دم زند چہ باک
منت خدائے را کہ نیم شرمسارِ دوست

زلفت ہزار دل بیکے تارِ مو ببست
راہِ ہزار چارہ گر از چار سو ببست

حافظ ہر آنکہ عشق نورزید و وصل خواست
احرامِ طوفِ کعبۂ دل بے وضو ببست

دی گفت طبیب از سرِ حسرت چو مرا دید
ہیہات کہ دردِ تو ز قانونِ شفا رفت

اے دوست بہ پرسیدنِ حافظ قدمے نہ
زاں پیش کہ گویند کہ از دارِ فنا رفت

منم کہ گوشۂ میخانہ خانقاہِ منست
دعائے پیرِ مغاں وردِ صبحگاہِ منست

ز بادشاہ و گدا فارغم بحمد اللہ
گدائے خاکِ درِ دوست بادشاہِ منست

مرا گدائے تو بودن ز سلطنت خوشتر
کہ ذُلِّ جور و جفائے تو عز و جاہِ منست

مگر بہ تیغِ اجل خیمہ برکنم ورنہ
رمیدن از درِ دولت نہ رسم و راہِ منست

ازاں زماں کہ برآں آستاں نہادم روئے
فرازِ مسندِ خورشید تکیہ گاہِ منست

گناہ گرچہ نہ بود اختیارِ ما حافظ
تو در طریقِ ادب کوش و گو گناہ منست

لعلِ سیراب بخوں تشنہ لب یار منست
ازپے دیدن او دادن جاں کار منست

شربت قند و گلاب ازلب یارم فرمود
نرگسِ او کہ طبیب دلِ بیمار منست

دولت فقر خدایا بمن ارزانی دار
کایں کرامت سبب حشمت و تمکین منست

واعظ شحنہ شناس ایں عظمت گو مفروش
زانکہ منزلگہ سلطاں دل مسکینِ منست

ہر نالہ و فریاد کہ کردم نشنیدی
پیداست نگارا کہ بلندست جنابت

باغِ مرا چہ حاجت سرو و صنوبر ست
شمشاد سایہ پرورِ من از کہ کمتر ست

اے نازنیں پسر تو چہ مذہب گرفتۂ
کت خونِ ما حلال تر از شیر مادر ست

چوں نقش غم ز دور ببینی شراب خواہ
تشخیص کردہ ایم و مداوا مقرر ست

یک قصہ بیش نیست غم عشق وایں عجب
از ہر کسے کہ می شنوم نا مکرر است

از آستانِ پیر مغاں سر چرا کشم
دولت دریں سرا و گشایش دریں در ست

شکفته شد گل حمرا و گشت بلبل مست ... صلای سرخوشی ای عاشقان باده پرست
اساس توبه که در محکمی چو سنگ نمود ... ببین که جام زجاجی چگونه اش بشکست
ازین رباط دودر چون ضرورتست رحیل ... رواق طاق معیشت چه سربلند و چه پست
مقام عیش میسر نمی شود بی رنج ... بلی بقول بلا (بلی) بسته اند عهد الست
بهست و نیست مرنجان ضمیر و دل خوش دار ... که نیستی است سرانجام هر کمال که هست

بروی زاهد و بر دردکشان خورده مگیر ... که ندادند جزین تحفه بما روز الست
آنچه او ریخت به پیمانهٔ ما نوشیدیم ... اگر از خمر بهشت است و ور از بادهٔ مست
خندهٔ جام می و زلف گره گیر نگار ... ای بسا توبه که چون توبهٔ حافظ بشکست

ز دست جور تو گفتم ز شهر خواهم رفت ... بخنده گفت برو حافظا که پای تو بست

ساقی بیا که هاتف غیبم بمژده گفت ... با درد صبر کن که دوا می فرستمت

ای غائب از نظر بخدا می سپارمت ... جانم بسوختی و بدل دوست دارمت
حافظ شراب و شاهد و رندی نه وضع تست ... فی الجمله می کنی و فرو می گذارمت

ملامتم بخرابی مکن که مرشد عشق ... حوالتم بخرابات کرد روز نخست

خلوت گزیده را بتماشا چه حاجت است
چون کوئے دوست هست بصحرا چه حاجت است

ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست
در حضرت کریم تمنا چه حاجت است

اے مدعی برو که مرا با تو کار نیست
احباب حاضر اند به اعدا چه حاجت است

محتاج جنگ نیست گرت قصد خون ماست
چون رخت از آنِ تست بیغما چه حاجت است

---

خوشتر ز عیش صحبت و باغ و بهار چیست
ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

معنی آب زندگی و روضهٔ ارم
جز صحن بوستان و مے خوشگوار چیست

هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست که انجام کار چیست

پیوند عمر بسته بموئیست هوش دار
غمخوار خویش باش و غم روزگار چیست

راز درون پرده ز رندان مست پرس
اے مدعی نزاع تو با پرده دار چیست

مستور و مست هر دو چو از یک قبیله اند
ما دل بعشوه که دهیم اختیار چیست

سهو و خطائے بنده چو گیرند اعتبار
معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

زاهد شراب کوثر و حافظ پیاله خواست
تا در میانه خواستهٔ کردگار چیست

---

اے که انگشت نمائی بکرم در همه شهر
وه که در کار غریبان عجبت اهمالیست

مژده دادند که بر ما گذرے خواهی کرد
نیت خیر مگردان که مبارک فالیست

شمعِ دلِ دمسازانش بنشست چو او برخاست
افغانِ نظربازان برخاست چو او بنشست

گل در بر و مے در کف و معشوقه بکام است
سلطانِ جهانم بچنین روز غلام است
از ننگ چه گوئی که مرا نام ز ننگ است
وز نام چه پرسی که مرا ننگ ز نام است
با محتسبم عیب مگوئید که او نیز
پیوسته چو ما در طلبِ عیشِ مدام است

اگر بلطف بخوانی مزید الطافست
وگر بقهر برانی درونِ ما صافست
بیانِ وصفِ تو گفتن نه حدِ امکانست
چرا که وصفِ تو بیرون ز حدِ اوصافست

حافظ چه شد ار عاشق و رند است نظرباز
بس طورِ عجب لازمِ ایامِ شباب است

کنون که در کفِ گل جامِ بادهٔ صاف است
بصد هزار زبان بلبلش در اوصاف است
فقیهِ مدرسه دی مست بود و فتوی داد
که مے حرام ولے به ز مالِ اوقاف است
بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش
که هرچه ساقیِ ما ریخت عینِ الطاف است

اگرچه باده فرح بخش و باد گل بیز است
ببانگِ چنگ مخور مے که محتسب تیز است
صراحی و حریفے گرت بدست افتد
بعقل کوش که ایام فتنه انگیز است

| | |
|---|---|
| عراق و پارس گرفتی بشعرِ خود حافظ | بیا کہ نوبتِ بغداد و وقتِ تبریز است |
| بنال بلبل اگر با منت سرِ یاریست | کہ ما دو عاشقِ زاریم و کار ما زاریست |
| جمالِ شخص نہ چشم است و زلف و عارض و خال | ہزار نکتہ دریں کار و بار دلداریست |

ق

| | |
|---|---|
| لطیفہ ایست نہانی کہ عشق ازو خیزد | کہ نام آں نہ لبِ لعل و خطِ زنگاریست |
| روندگانِ طریقت بہ نیم جو نخرند | قبائے اطلس آنکس کہ از ہنر عاریست |
| ولش بنالہ میازار و ختم کن حافظ | کہ رستگاری جاوید درکم آزاریست |
| اگرچہ عرضِ ہنر پیشِ یار بے ادبی است | زباں خموش ولیکن دہاں پر از عربی است |
| پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز | بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است |
| سبب مپرس کہ چرخ از چہ سفلہ پرور شد | کہ کام بخشیٔ او را بہانہ بے سببی است |
| ازیں چمن گل بیخار کس نچید آرے | چراغِ مصطفوی با شرارِ بولہبی است |
| حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم | ز خاکِ مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است |
| جمالِ دخترِ رز نورِ چشمِ ماست مگر | کہ در نقابِ زجاجی و پردۂ عنبی است |
| دوائے درد خود اکنوں ازاں مفرح جو | کہ در صراحیٔ چینی و شیشۂ حلبی است |
| ہزار عقل و ادب داشتم من اے خواجہ | کنوں کہ مست و خرابم صلاحِ بے ادبی است |

عیب رنداں مکن اے زاهد پاکیزه سرشت — کہ گناهِ دگرے بر تو نخواهند نوشت

من اگر نیکم و گر بد تو برو خود را باش — هر کسے آں دِرَوَد عاقبت کار کہ کِشت

همه کس طالبِ یارند چه هشیار چه مست — همه جا خانهٔ عشق است چه مسجد چه کنشت

ناامیدم مکن از سابقهٔ روزِ ازل — تو چه دانی کہ پسِ پرده کہ خوبست کہ زشت

نہ من از خانهٔ تقوی بدر افتادم و بس — پدرم نیز بهشتِ ابد از دست بهشت

بر عمل تکیه مکن خواجه کہ در روز ازل — تو چه دانی قلمِ صنع بنامت چه نوشت

گر نهادت همه اینست زہے پاک نهاد — در سرشتت همه اینست زہے پاک سرشت

باغِ فردوس لطیف است ولیکن زنهار — تو غنیمت شمر ایں سایهٔ بید و لبِ کشت

---

جز آستانِ توام در جهاں پناهے نیست — سرِ مرا بجز ایں در حواله گاهے نیست

مباش در پے آزار و هر چه خواهی کن — کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناهے نیست

---

طمعِ خام بیں کہ قصهٔ فاش — از رقیباں نهفتنم هوس است

---

حسنت باتفاق ملاحت جهاں گرفت — آرے باتفاق جهاں می تواں گرفت

آسوده بر کنار چو پرکار می شدم — دوراں چو نقطه عاقبتم درمیاں گرفت

خیال روی تو در هر طریق همره ماست — نسیم موی تو پیوند جان آگه ماست
برغم مدعیانی که منع عشق کنند — جمال چهرهٔ تو حجت موجهٔ ماست

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است — صراحی مے ناب و سفینهٔ غزل است
نه من ز بے عملی درجہان ملولم و بس — ملالت علما ہم ز علم بے عمل است
ز قسمت ازلی چہرهٔ سیہ بختان — بشست وشوی نگردد سفید و این مثل است

دل و دینم شد و دلبر بملامت برخاست — گفت با ما منشیں کز تو سلامت برخاست
که شنیدی که درین بزم دمے خوش بنشست — که نه در آخر صحبت بندامت برخاست
مست بگذشتی و از خلوتیان ملکوت — بتماشائے تو آشوب قیامت برخاست
پیش رفتار تو پا بر نه کشید از خجلت — سرو سرکش که بناز قد و قامت برخاست

حافظ این خرقه بینداز مگر جان ببری
کآتش از خرمن سالوس و کرامت برخاست

روئے تو کس ندید و ہزارت رقیب ہست — در غنچہ ہنوز و صدت عندلیب ہست
ہر چند دورم از تو که دور از تو کس مباد — لیکن امید وصل توام عنقریب ہست
در عشق خانقاه و خرابات شرط نیست — ہر جا که ہست پرتو روئے حبیب ہست

| مصرع اول | | مصرع دوم |
|---|---|---|
| عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد | | اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست |
| چشم بد دور کزیں تفرقہ خوش باز آورد | | طالع نامور و دولت مادر زادت |
| ساقی بیار بادہ کہ ماہِ صیام رفت | | در دہ قدح کہ موسم ناموس و نام رفت |
| مستم کن آنچناں کہ ندانم ز بیخودی | | در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت |
| زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ | | رند از رہ نیاز بہ دار السلام رفت |
| زاہد تو دان و خلوت و تنہائی و نماز | | عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت |
| نقدِ دلے کہ بود مرا صرفِ بادہ شد | | قلب سیاہ بود ازاں در حرام رفت |
| صبحدم مرغِ چمن با گل نوخاستہ گفت | ق | ناز کم کن کہ دریں باغ بسے چوں تو شگفت |
| گل بخندید کہ از راست نرنجیم ولے | | ہیچ عاشق سخنِ تلخ بہ معشوق نگفت |
| تا ابد بوئے محبت بمشامش نرسد | | ہر کہ خاکِ درِ میخانہ برخسار نرفت |

گر ز دستِ زلفِ مشکینت خطائے رفت رفت
ور ز ہندوئے شما بر ما جفائے رفت رفت
برقِ عشق ار خرمن پشمینہ پوشی سوخت سوخت
جورِ شاہِ کامراں گر بر گدائے رفت رفت

عیبِ حافظ گو مکن زاہد کہ رفت از خانقاہ
پائے آزاداں چہ بندی گر بجائے رفت رفت

| | |
|---|---|
| بکوئے میکدہ ہر سالکے کہ رہ دانست | درِ دگر زدن اندیشۂ تبہ دانست |
| زمانہ افسرِ رندی نداد جز بکسے | کہ سرفرازی عالم دریں کلہ دانست |
| بر آستانۂ میخانہ ہر کہ یافت رہے | زفیضِ جامِ مے اسرارِ خانقہ دانست |
| ورائے طاعتِ دیوانگاں زما مطلب | کہ شیخ مذہبِ ما عاقلی گنہ دانست |
| آنکہ جز کعبہ مقامش نہ بُد از یادِ لبت | بر درِ میکدہ دیدم کہ مقیم افتادست |
| حافظِ گم شدہ را با غمت ای جانِ عزیز | اتحادیست کہ از عہدِ قدیم افتادست |
| مرو بخانۂ اربابِ بے مروتِ دہر | کہ کنجِ عافیتت در سرائے خویشتن است |
| آں شد اکنوں کہ ز افواہِ عوام اندیشم | محتسب نیز ازیں عیشِ نہانی دانست |
| حاصلِ کارگہِ کون و مکاں ایں ہمہ نیست | بادہ پیش آر کہ اسبابِ جہاں ایں ہمہ نیست |
| منتِ سدرہ و طوبیٰ زپے سایہ مکش | کہ چو خوش بنگری اے سروِ رواں ایں ہمہ نیست |

دولت آنست کہ بی خونِ دل آید بکنار
ورنہ با سعی عمل باغ جناں اینہمہ نیست

برلب بحر فنا منتظریم اے ساقی
فرصتے داں کہ زلب تا بدہاں اینہمہ نیست

زاہد ایمن مشو از بازی غیرت زنہار
کہ رہ صومعہ تا دیرمغاں اینہمہ نیست

از تنک مکن اندیشہ وچوں گل خوش باش
زاں کہ تمکینِ جہاںِ گذراں اینہمہ نیست

نام حافظ رقمِ نیک پذیرفت ولے
پیشِ رنداں رقمِ سود و زیاں اینہمہ نیست

آں دم کہ دل بعشق دہی خوش دمے بود
در کارِ خیر حاجتِ ہیچ استخارہ نیست

مارا بمنعِ عقل مترسان و مے بیار
کاں شحنہ در ولایتِ ما ہیچ کارہ نیست

از چشمِ خود بپرس کہ مارا کہ می کُشد
جاناں گناہِ طالع و جرم ستارہ نیست

فرصت شمر طریقۂ رندی کہ ایں نشاں
چوں راہِ گنج برہمہ کس آشکارہ نیست

چہ لطف بود کہ ناگاہ رشحۂ قلمت
حقوقِ خدمتِ ما عرض کرد برکرمت

روانِ تشنۂ مارا بجرعۂ دریاب
چو می دہند زلالِ خضر بجامِ جمت

دلم مقیم درِ تست حرمتش میدار
بشکرِ آنکہ خدا داشتہ است محترمت

چگونہ شاد شود اندرونِ غمگینم
باختیار کہ از اختیار بیرون است

زبیخودی طلبِ یار می کند حافظ
چو مفلسے کہ طلبگارِ گنجِ قارون است

زاں یار دلنوازم شکریست با شکایت — گر نکته دانِ عشقی خوش بشنو این حکایت

بے مزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردیم — یا رب مباد کس را مخدوم بے عنایت

رندانِ تشنہ لب را آبے نمی دہد کس — گویا ولی شناساں رفتند از ولایت

ہرچند بردی آبم رو از درت نتابم — جور از حبیب خوشتر کز مدعی رعایت

امروز کہ در دستِ توام مرحمتے کن — فردا کہ شوم خاک چہ سود اشکِ ندامت

حاشا کہ من از جور و جفائے تو بنالم — بیداد لطیفاں ہمہ لطف است و کرامت

شاد باد روح آں رندے کہ [illegible] — بر سر کوئے مغاں یابد وفات

بر من جفا ز بختِ بد آمد وگرنہ یار — حاشا کہ رسم جور و طریقِ ستم نداشت

برو اے زاہد و دعوت مکنم سوئے بہشت — کہ خدا در ازل از بہر بہشتم نہ سرشت

تو و تسبیح و مُصلّیٰ و رہ زہد و ورع — من و مے خانہ و ناقوس و رہِ دیر کنشت

منعم از مے مکن اے صوفیِ صافی کہ حکیم — در ازل طینت ما را ز مے صاف سرشت

صوفیِ صاف بہشتی نبود زانکہ چو من — خرقہ در میکدہا رہنِ مے ناب بہشت

حافظا لطفِ حق ار با تو عنایت دارد — باش فارغ ز غمِ دوزخ و شادیِ بہشت

هر که آمد بجهان نقشِ خرابی دارد
در خرابات مپرسید که هشیار کجاست

حافظ از بادِ خزاں در چمنِ دهر مرنج
فکر معقول بفرما گلِ بیخار کجاست

خواب آں نرگسِ فتانِ تو بے چیزے نیست
تاب آں زلفِ پریشانِ تو بے چیزے نیست

از لبت شیر رواں بود که من می گفتم
کایں شکر گردِ نمکدانِ تو بے چیزے نیست

چشمهٔ آبِ حیات است دهانت اما
زیرِ لب چاهِ زنخدانِ تو بے چیزے نیست

دوش باد از سرِ کویش بگلستاں بگذشت
اے گل ایں چاکِ گریبانِ تو بے چیزے نیست

بیا و معرفت من شنو که در سخنم
ز فیضِ روحِ قدس نکتهٔ سعادت رفت

ق

ز رطلِ دردکشاں کشف کرد سالکِ راه
رموزِ غیب که در عالمِ شهادت رفت

مجو ز طالعِ مولودِ من بجز رندی
که ایں معامله با کوکبِ ولادت رفت

ز بامداد لبطرز دگر بر آمدهٔ
وظیفهٔ مئے دوشیں مگر ز یادت رفت

مگر بمعجزه کوشد طبیبِ عیسیٰ دم
چرا که کارِ منِ خسته از عیادت رفت

بنفشه طرهٔ مفتولِ خود گره می زد
صبا حکایتِ زلفِ تو در میاں انداخت

نبود رنگِ دو عالم که نقشِ الفت بود
زمانه طرحِ محبت نه ایں زماں انداخت

| | |
|---|---|
| من از ورع می و مطرب ندیدمی هرگز | هوای مغبچگانم در این و آن انداخت |
| جهان بکام دل اکنون شود که دور زمان | مرا به بندگی خواجهٔ زمان انداخت |

| | |
|---|---|
| روشن از پرتو رویت نظری نیست که نیست | منت خاک درت بر بصری نیست که نیست |
| من ازین طالع شوریده برنجم ورنه | بهره‌مند از سر کویت دگری نیست که نیست |
| مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز | ورنه در مجلس رندان خبری نیست که نیست |
| بجز این نکته که حافظ ز تو ناخوشنود است | در سراپای وجودت هنری نیست که نیست |

| | |
|---|---|
| تیمار غریبان سبب ذکر جمیل است | جانا مگر این قاعده در شهر شما نیست |
| گر پیر مغان مرشد ما شد چه تفاوت | در هیچ سری نیست که سری ز خدا نیست |
| در صومعهٔ زاهد و در خلوت عابد | جز گوشهٔ ابروی تو محراب دعا نیست |

| | |
|---|---|
| رواق منظر چشم من آشیانهٔ تست | کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست |
| علاج ضعف دل ما بلب حوالت کن | که آن مفرح یاقوت در خزانهٔ تست |
| بتن مقصرم از دولت ملازمتت | ولی خلاصهٔ جان خاک آستانهٔ تست |
| من آن نیم که دهم نقد دل بهر شوخی | در خزانه بمهر تو و نشانهٔ تست |

| | |
|---|---|
| بار غمی که خاطر ما خسته کرده بود | عیسی دمی خدا بفرستاد و برگرفت |

فغاں کہ آں مہِ نامہرباں و دشمن دوست
بہ ترکِ صحبتِ یارانِ خود چہ آساں گفت

غمِ کہن بمے سال خوردہ دفع کنید
کہ تخمِ خوشدلی اینست پیرِ دہقاں گفت

من و مقامِ رضا بعد ازین و شکرِ رقیب
کہ دل بدرد تو خو کرد و ترکِ درماں گفت

بیا و بادہ بخور زانکہ پیرِ میکدہ دوش
بسے حدیثِ غفور و رحیم و رحمن گفت

صبر است مرا چارہ ز ہجرانِ تو لیکن
چوں صبر تواں کرد کہ مقدور نماندہ است

خلقے زباں بدعوی عشقش کشادہ اند
اے من غلامِ آں کہ دلش با زباں یکیست

المنۃ للہ کہ درِ میکدہ باز است
زاں رو کہ مرا بر درِ او روئے نیاز است

رازے کہ برِ خلق نگفتیم و نگوئیم
با دوست بگوئیم کہ او محرمِ راز است

چمن حکایت اردی بہشت می گوید
نہ عاقل است کہ نسیہ خرید و نقد بہشت

مکن بنامہ سیاہی ملامت منِ مست
کہ آگہ است کہ تقدیر بر سرش چہ نوشت

گدا چرا نہ زند لافِ سلطنت امروز
کہ خیمہ سایہ ابر است بزمگہ لبِ کشت

قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ
کہ گرچہ غرقِ گناہ است میرود بہ بہشت

| | | |
|---|---|---|
| | ح | |
| اگر بمذہب تو خونِ عاشق است مباح<br>بیا کہ خونِ دل خویشتن بحل کردم<br>صلاح و توبہ و تقویٰ ز ما مجو زاہد | | صلاح ما ہمہ آنست کاں ترا ست صلاح<br>اگر بمذہب تو خونِ عاشق است مباح<br>ز رند و عاشق و مجنوں کسے نجست صلاح |
| | د | |
| دامنے گر چاک شد در عالمِ رندی چہ باک | | جامۂ در نیکنامی نیز می باید درید |
| اگر آں طائرِ قدسی ز درم باز آید<br>آنکہ تاجِ سرِ من خاکِ کفِ پائش بود | | عمرِ بگذشتہ بہ پیرانہ سرم باز آید<br>از خدا می طلبم تا بسرم باز آید |
| از سرِ کوئے تو ہر کو بملالت برود<br>گر روے آخرِ عمر از مے و معشوق بگیر<br>حکم مستوری و مستی ہمہ بر خاتمہ است | | نرود کارش و آخر بخجالت برود<br>حیف اوقات کہ یکسر ببطالت برود<br>کس ندانست کہ آخر بچہ حالت برود |
| آنکس کہ بدست جام دارد | | سلطانیِ جم مدام دارد |

ما و مۓ و زاہدان و تقوے — تا یار سرِ کدام دارد

جانِ بیمار مرا نیست ز تو روے سوال
اے خوش آں خستہ کہ از دوست جوابے دارد

اگر نہ بادہ غمِ دل زیادِ ما ببرد — نہیبِ حادثہ بنیاد ما زجا ببرد
طبیبِ عشق منم بادہ خور کہ این معجون — فراغت آرد و اندیشۂ بلا ببرد
بسوخت حافظ و کس حال او بیار نگفت — مگر نسیم پیامے خدائے را ببرد

اگر روم ز پیش فتنہا بر انگیزد — ور از طلب بنشینم بکینہ برخیزد
وگر کنم طلبِ نیم بوسہ صد دشنام — ز حقۂ دہنش چوں شکر فرو ریزد
بر آستانۂ تسلیم سر بنہ حافظ — کہ گر ستیزہ کنی روزگار بستیزد

اے پستۂ تو خندہ زدہ بر دہانِ قند — مشتاقم از برائے خدا یک شکر بخند
گہ طرہ می نمائی و گہ طعنہ می زنی — ما نیستیم معتقدِ مرد خود پسند
حافظ تو ترک غمزۂ ترکاں نمی کنی — دانی کجاست جائے تو۔ خوارزم یا خجند

بجائے طعنہ اگر تیغ می زند دشمن — ز دوست دست نداریم ہر چہ بادا باد

بآبِ روشنِ مے عارفے طہارت کرد — علی الصباح کہ مےخانہ را زیارت کرد

بیا بمیکدہ و صنع قرب جاہ ببیں — اگرچہ چشم بما واعظ از حقارت کرد

اگر امامِ جماعت بخواندش امروز — خبر دہید کہ **حافظ** بمے طہارت کرد

---

بیا کہ ترکِ فلک خوانِ روزہ غارت کرد — ہلالِ عید بدورِ قدح اشارت کرد

مقامِ اصلی ما گوشۂ خرابات است — خداش خیر دہاد آنکہ ایں عمارت کرد

امامِ شہر کہ سجّادہ می کشید بدوش — بخونِ دخترِ رز جامہ را قصارت کرد

فغاں کہ نرگسِ جماشِ شیخِ شہر امروز — نظر بہ دردکشاں از سرِ حقارت کرد

حدیثِ عشق ز **حافظ** شنو نہ از واعظ — اگرچہ صنعتِ بسیار در عبارت کرد

---

بخت از دہانِ یار نشانم نمی دہد — دولت خبر ز رازِ نہانم نمی دہد

چنداں کہ بر کنار چو پرکار می روم — دوراں چو نقطہ رہ بمیانم نمی دہد

رہ بردم بانتظار و درین پردہ راہ نیست — یا ہست و پردہ دار نشانم نمی دہد

---

بود آیا کہ درِ میکدہا بگشایند — گرہ از کارِ فروبستۂ ما بگشایند

اگر از بہرِ دلِ زاہدِ خود بیں بستند — دل قوی دار کہ از بہرِ خدا بگشایند

درِ مےخانہ ببستند خدایا مپسند — کہ درِ خانۂ تزویر و ریا بگشایند

بصفائے دلِ رندانِ صبوحی زدگاں — بس درِ بستہ بہ مفتاحِ دعا بگشایند

| | |
|---|---|
| حافظ ایں خرقۂ پشمینہ بہ بینی فردا | کہ چہ زنار ز زیرش بجفا بکشایند |
| بعد ازیں دست من و دامن آں سرو بلند<br>باز مستاں دل ازاں گیسوئے مشکیں حافظ | کہ بہ بالائے چماں از بن و بیخم برکند<br>زانکہ دیوانہ ہماں بہ کہ بماند در بند |
| خدا را داد من بستاں ازو اے شحنۂ مجلس<br>بفتراک ار ہمی بندی خدا را زود صیدم کن<br>ز سرو قد دلجویت مکن محروم چشمم را<br>چہ عذر از بخت خود گویم کہ آں عیار شہر آشوب | کہ مے با دیگراں خوردہ است و با من سرگراں دارد<br>کہ آفت ہاست در تاخیر و طالب را زیاں دارد<br>بدیں سرچشمہ اش بنشاں کہ خوش آبے رواں دارد<br>بتلخی کشت حافظ را و شکر در دہاں دارد |
| ہزار نقد بہ بازار کائنات آرند<br>چناں بزی کہ اگر خاکِ رہ شوی کس را | یکے بسکۂ صاحب عیارِ ما نرسد<br>غبارِ خاطرے از رہگذارِ ما نرسد |
| عزیز مصر برغم برادرانِ غیور<br>بیا کہ رایتِ منصورِ پادشاہ رسید<br>مرو بخواب کہ حافظ بہ بارگاہِ قبول | ز قعر چاہ برآمد باوجِ ماہ رسید<br>نوید فتح و بشارت بمہر و ماہ رسید<br>ز وردِ نیم شب و درس صبحگاہ رسید |

بنفشه دوش بگل گفت و خوش نشانی داد
که تاب من بجهان طرهٔ فلانی داد
دلم که مخزن اسرار بود دست قضا
درش ببست و کلیدش به دلستانی داد
شکسته وار بدرگاهت آمدم که طبیب
بمومیائی لطف توام نشانی داد
برو معالجهٔ خود کن ای نصیحت گو
شراب و شاهد و ساقی کرا زیانی داد

پیرانه سرم عشق جوانی بسر افتاد
وان راز که در دل بنهفتم بدر افتاد
پس تجربه کردیم درین دار مکافات
با دردکشان هر که درافتاد برافتاد
گر جان بدهد سنگ سیه لعل نگردد
با طینت اصلی چه کند بدگهر افتاد

نوید باد صبا دوشم آگهی آورد
که روز محنت و غم رو بکوتهی آورد
بخیر خاطر ما کوش کاین کلاه نمد
بسی شکست که بر افسر شهی آورد

بکوی میکده یارب سحر چه مشغله بود
که جوش شاهد و ساقی و شمع و مشعله بود

حدیث عشق که از حرف و صوت مستغنیست
بناله دف و نی در خروش و ولوله بود

مباحثی که در آن حلقهٔ جنون می رفت
ورای مدرسه و قیل و قال مسئله بود

دل از کرشمهٔ ساقی بشکر بود ولی
ز نامساعدی بختش اندکی گله بود

بگفتمش بلبم بوسهٔ حوالت کن
بخنده گفت کیت با من این معامله بود

دهان یار که درمان درد حافظ داشت
فغان که وقت مروت چه تنگ حوصله بود

خوش می کنم به بادهٔ مشکین مشام جان
کز دلق پوش صومعه بوے ریا شنید

سر خدا که عارف سالک بکس نگفت
در حیرتم که وعده فروش از کجا شنید

ما باده زیر خرقه نه امروز می کشیم
صد بار پیر میکده این ماجرا شنید

یارب کجاست محرم رازے که یکزمان
دل شرح آن دهد که چه دید و چها شنید

ما مے ببانگ چنگ نه امروز می خوریم
بس دیر شد که گنبد چرخ این صدا شنید

پند حکیم عین صوابست و محض خیر
فرخنده بخت آنکه بسمع رضا شنید

حافظ وظیفهٔ تو دعا گفتنست و بس
در بند آن مباش که نشنید یا شنید

بر در شاهم گدائے نکتهٔ در کار کرد
گفت بر هر خوان که بنشستم خدا رزاق بود

تا ز مے خانه و مے نام و نشان خواهد بود
سر ما خاک ره پیر مغان خواهد بود

| | |
|---|---|
| حلقهٔ پیر مغانم ز ازل در گوش است | ما همانیم که بودیم و همان خواهد بود |
| بر سر تربت ما چون گذری همت خواه | که زیارتگه رندان جهان خواهد بود |
| بر زمینی که نشان کف پای تو بود | سالها سجدهٔ صاحب نظران خواهد بود |
| برو ای زاهد خودبین که ز چشم من و تو | راز این پرده نهانست و نهان خواهد بود |
| عیب مستان مکن ای خواجه کزین کهنه رباط | کس ندانست که رحلت بچه سان خواهد بود |
| بخت حافظ گر ازین گونه مدد خواهد کرد | زلف معشوقه بدست دگران خواهد بود |
| ترسم که اشک در غم ما پرده در شود | وین راز سر بمهر بعالم سمر شود |
| گویند سنگ لعل شود در مقام صبر | آری شود و لیک بخون جگر شود |
| در تنگنای حیرتم از نخوت رقیب | یا رب مباد آنکه گدا معتبر شود |
| بس نکته غیر حسن بباید که تا کسی | مقبول طبع مردم صاحب نظر شود |
| تنت بناز طبیبان نیازمند مباد | وجود نازکت آزردهٔ گزند مباد |
| سلامت همه آفاق در سلامت تست | بهیچ عارضه شخص تو دردمند مباد |
| شفا ز گفتهٔ شکرفشان حافظ جو | که حاجتت بعلاج گلاب و قند مباد |

جان بی جمال جانان میل جهان ندارد
هرکس که این ندارد حقا که آن ندارد

با ہیچ کس نشانے زاں دلستاں ندیدم
یا من خبر نہ دارم یا او نشاں نہ دارد
چنگِ خمیدہ قامت می خواندت بعشرت
بشنو کہ پندِ پیراں ہیچت زیاں نہ دارد
آنرا کہ خواندی اوستاد گر بنگری بہ تحقیق
صنعتگر یست امّا طبعِ رواں نہ دارد
اے دل طریقِ رندی از محتسب بیاموز
مست است و در حقِ او کس ایں گماں ندارد

بہائے وصلِ تو گر جاں بود خریدارم
کہ جنسِ خوب مبصر بہر چہ دید خرید

بجانِ مشتاقِ روئے تست حافظ
ترا بر حالِ مشتاقاں نظر باد

چو باد عزمِ سرِ کوئے یار خواہم کرد
نفس ببوئے خوشش مشکبار خواہم کرد
ہر آبروئے کہ اندوختم ز دانش و دیں
نثارِ خاکِ رہِ آں نگار خواہم کرد
بہرزہ بے مے و معشوق عمر می گذرد
بطالتم بس از امروز کار خواہم کرد
بیادِ چشمِ تو خود را خراب خواہم ساخت
بنائے عہدِ قدیم استوار خواہم کرد

| | |
|---|---|
| نفاق و زرق نبخشد صفای دلِ حافظ | طریقِ رندی و عشق اختیار خواہم کرد |
| چہ مستی است ندانم کہ رو بما آورد | کہ بود ساقی و ایں بادہ از کجا آورد |
| علاجِ ضعفِ دلِ ما کرشمۂ ساقی است | برآر سر کہ طبیب آمد و دوا آورد |
| چہ راہ می زند ایں مطربِ مقام شناس | کہ در میانِ غزل قولِ آشنا آورد |
| مریدِ پیرِ مغانم ز من مرنج اے شیخ | چرا کہ وعدہ تو کردی و او بجا آورد |
| بہ تنگ چشمی آں ترکِ لشکری نازم | کہ حملہ بر منِ مسکینِ یک قبا آورد |
| چو دست بر سرِ زلفش زنم بتاب رود | ور آشتی طلبم بر سرِ عتاب رود |
| حباب را چو فتد بادِ نخوت اندر سر | کلاہداریش اندر سرِ سراب رود |
| مرا تو عہد شکن خواندۂ و می ترسم | کہ با تو روزِ قیامت ہمیں خطاب رود |
| دلا چو پیر شدی حسن و نازکی مفروش | کہ ایں معاملہ با عالمِ شباب رود |
| سوادِ نامۂ موئے سیاہ چوں طے شد | بیاض کم نشود ور صد انتخاب رود |
| تو خود حجابِ خودی حافظ از میاں برخیز | خوشا کسے کہ دریں راہ بے حجاب رود |
| حسب حالے ننوشتیم و شد ایامے چند | قاصدے کو کہ فرستم بتو پیغامے چند |
| ما بداں مقصدِ عالی نتوانیم رسید | ہم مگر پیش نہد لطفِ شما گامے چند |

قند آمیختہ با گل نہ علاجِ دلِ ماست
بوسهٔ چند بیامیز بدشنامے چند

اے گدایانِ خرابات خدا یارِ شماست
چشمِ انعام مدارید ز انعامے چند

زاہد از کوچهٔ رنداں بسلامت بگذر
تا خرابت نہ کند صحبتِ بدنامے چند

عیبِ مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو
نفیِ حکمت مکن از بہرِ دلِ عامے چند

پیرِ میخانہ چہ خوش گفت بدردی کشِ خویش
کہ مگو حالِ دلِ سوختہ با خامے چند

بیانِ شوق چہ حاجت کہ حالِ آتشِ دل
تواں شناخت ز سوزے کہ در سخن باشد

ہوائے کوئے تو از سر نمی رود ما را
غریب را دلِ آوارہ در وطن باشد

بیا اے شیخ در خمخانهٔ ما
شرابے خور کہ در کوثر نباشد

خستگاں را چو طلب باشد و قوت نبود
گر تو بیداد کنی شرطِ مروت نبود

چوں طہارت نبود کعبہ و بتخانہ یکیست
نبود خیر در آں خانہ کہ عصمت نبود

حافظا علم و ادب ورز کہ در مجلسِ شاہ
ہر کرا نیست ادب لائقِ صحبت نبود

دلا بسوز که سوزِ تو کارہا بکند
دعائے نیم شبی دفعِ صد بلا بکند

عتابِ یارِ پری چہرہ عاشقانہ بکش
کہ یک کرشمہ تلافیِ صد جفا بکند

طبیبِ عشق مسیحا دم است مشفق لیک
چو درد در تو نبیند کرا دوا بکند

ز بختِ خفتہ ملولم بود کہ بیدارے
بوقتِ فاتحۂ صبح یک دُعا بکند

ساقیا جام میم دہ کہ نگارندۂ غیب
نیست معلوم کہ در پردہ اسرار چہ کرد

ق

آں کہ پرنقش زد ایں دائرہ مینائی
کس ندانست کہ در گردشِ پرکار چہ کرد

دست در حلقۂ آں زلفِ دوتا نتواں کرد
تکیہ بر عہدِ تو و بادِ صبا نتواں کرد

آنچہ سعی است من اندر طلبت بنمودم
ایں قدر ہست کہ تغییرِ قضا نتواں کرد

من چہ گویم کہ ترا نازکیِ طبعِ لطیف
تا بحدیست کہ آہستہ دعا نتواں کرد

نظرِ پاک تواں در رخِ جاناں دیدن
کہ در آئینہ نظر جز بہ صفا نتواں کرد

دانی که چنگ و عود چه تقریر می‌کنند     پنهان خورید باده که تعزیر می‌کنند

جز قلب تیره هیچ نشد حاصل و هنوز     باطل درین خیال که اکسیر می‌کنند

گویند رمز عشق مگویید و مشنوید     مشکل حکایتیست که تقریر می‌کنند

صد ملک دل به نیم نظر می‌توان خرید     خوبان درین معامله تقصیر می‌کنند

ما از برون در شده مغرور صد فریب     تا خود درون پرده چه تدبیر می‌کنند

قومی بجد و جهد گرفتند وصل دوست     قومی دگر حواله به تقدیر می‌کنند

فی الجمله اعتماد مکن بر ثبات دهر     کاین کارخانه‌ایست که تغییر می‌کنند

می خور که شیخ و حافظ و مفتی و محتسب     چون نیک بنگری همه تزویر می‌کنند

---

در نظربازی ما بیخبران حیرانند     من چنینم که نمودم دگر ایشان دانند

وصف رخساره خورشید ز خفاش مپرس     که درین آینه صاحب‌نظران حیرانند

گر شوند آگه از اندیشه ما مغبچگان     بعد ازین خرقه صوفی بگرو نستانند

مفلسانیم و هوای می و مطرب داریم     آه اگر خرقه پشمین بگرو نستانند

زاهد ار رندی حافظ نکند فهم چه باک     دیو بگریزد از آن قوم که قرآن خوانند

---

دوش وقت سحر از غصه نجاتم دادند     واندر آن ظلمت شب آب حیاتم دادند

من اگر کامروا گشتم و خوشدل چه عجب     مستحق بودم و اینها بزکاتم دادند

این همه قند و شکر کز سخنم می ریزد
اجر صبریست کز آن شاخ نباتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیر مغان
خاک او گشتم و چندین درجاتم دادند
شکر شکر بشکرانه بیفشان ای دل
که نگار خوش و شیرین حرکاتم دادند

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند
گل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند
شکر ایزد که میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر شکرانه زدند
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه
چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند
آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند
ما بصد خرمن پندار ز ره چون نرویم
چون ره آدم بیدار بیک دانه زدند
کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانه زدند

بفروغ چهره زلفت همه شب زند ره دل
چه دلاور است دزدی که بکف چراغ دارد

دهریست که دلدار پیامی نفرستاد
ننوشت کلامی و سلامی نفرستاد
فریاد که آن ساقی شکّرلب سرمست
دانست که مخمورم و جامی نفرستاد
چندان که زدم لافِ کرامات و مقامات
هیچم خبر از هیچ مقامی نفرستاد

دی پیرِ میفروش که ذکرش بخیر باد
گفتا شراب نوش و غمِ دل ببر زیاد
بیچاره گل نباشد و بے نیش نوش هم
تدبیر چیست وضعِ جهان این چنین فتاد
حافظا گرت ز پندِ حکیمان ملالتیست
کوته کنیم قصه که عمرت دراز باد

در ازل پرتوِ حسنت ز تجلّی دم زد
عشق پیدا شد و آتش بهمه عالم زد
دیگران قرعهٔ قسمت همه بر عیش زدند
دلِ غمدیدهٔ ما بود که هم بر غم زد
نظرے کرد که بیند بجهان صورتِ خویش
خیمه در آب و گلِ مزرعهٔ آدم زد
حافظ آن روز طربنامهٔ عشقِ تو نوشت
که قلم بر سرِ اسبابِ دلِ خرّم زد

دوش بی آمد و رخساره برافروخته بود
تا کجا باز دلِ غمزدهٔ سوخته بود
آنز نقش رخ دید [illegible] آتش نشین دل
[illegible] ز چهره بر افروخته بود

دل بسی خون بکف آورد ولی دیده بریخت
الله الله که تلف کرد که اندوخته بود
گرچه می گفت که زارت بکشم می دیدم
که نهانش نظری با منِ دل سوخته بود
گفت و خوش گفت برو خرقه بسوزان حافظ
یا رب این قلب شناسی ز که آموخته بود

در آن هوا که جز برق اندر طلب نباشد
گر خرمنی بسوزد چندین عجب نباشد
در کارخانهٔ عشق از کفر ناگزیر است
آتش کرا بسوزد گر بولهب نباشد
دکانش جان فروشان فضل و هنر خرید
اینجا نسب نگنجد اینجا حسب نباشد
در محفلی که خورشید اندر شمار ذره است
خود را بزرگ دیدن شرطِ ادب نباشد
می خور که عمر سرمد گر در جهان توان یافت
جز بادهٔ بهشتی هیچش سبب نباشد

دلم جز مهر مهرویان طریقی بر نمی گیرد
ز هر در می دهم پندش ولیکن در نمی گیرد
نصیحت کم کن و ما را الفریاد دف و نی بخش
که غیر از راستی نقشی درین جوهر نمی گیرد
سر و چشمی بایں خوبی تو گوئی چشم از او برگیر
برو کاین وعظ بی معنی مراد در سر نمی گیرد
نصیحت گوی رندان را که با حکمِ خدا جنگ است
دلش بس تنگ می بینم چرا ساغر نمی گیرد

| | |
|---|---|
| چه خوش صید دلم کردی بنازم چشم مستت را | که کس آهوی وحشی را ازین خوشتر نمی گیرد |
| خدارا رحمی ای منعم که درویش سر کویت | دری دیگر نمی داند رهِ دیگر نمی گیرد |
| من از پیر مغان دیدم کرامتهای مردانه | که این دلق ریائی را بجامی بر نمی گیرد |
| چل سال رنج و غصه کشیدیم و عاقبت | تدبیر ما بدست شراب دوساله بود |

دمی با غم بسر بردن جهان یکسر نمی ارزد
بمی بفروش دلق ما کزین بهتر نمی ارزد
بکوی می فروشانش بجامی بر نمی گیرند
زهی سجادهٔ تقوی که یک ساغر نمی ارزد
شکوه تاج سلطانی که بیم جان درو درج است
کلاه دلکش است اما بدرد سر نمی ارزد
بشو این نقش دلتنگی که در بازار یکرنگی
به نعمتهای گوناگون می احمر نمی ارزد
برو گنج قناعت جو بکنج عافیت بنشین
که یکدم تنگدل بودن به بحر و بر نمی ارزد

چو حافظ در قناعت کوش و از دنیائے دوں بگذر
کہ یک جو منّتِ دوناں بصد من زر نمی ارزد

دوستاں دخترِ رز توبہ ز مستوری کرد
شد بر محتسب و کار بدستوری کرد

نہ بہفت آب کہ رنگش بصد آتش نرود
انچہ با خرقہ زاہد مے انگوری کرد

درختِ دوستی بنشاں کہ کام دل ببار آرد
نہالِ دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد

عماری دار لیلیٰ را کہ مہر و ماہ در حکم است
خدایا در دل انداز کہ بر مجنوں گذار آرد

دریں باغ ار خدا خواہد دریں پیرانہ سر حافظ
نشیند بر لبِ جوئے و سروے در کنار آرد

از چشمِ شوخش اے دل ایمانِ خود نگہدار
کاں جادوئے کماں کش بر عزمِ غارت آمد

در نماز م خمِ ابروئے تو چوں یاد آمد
حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

بوئے بہبود ز اوضاعِ جہاں می شنوم
شادی آورد گل و بادِ صبا شاد آمد

دلفریبانِ نباتی همه زیور بستند — دلبر ماست که با حُسنِ خداداد آمد
زیر بارند درختاں که تعلق دارند — اے خوشا سرو که از بندِ غم آزاد آمد

بخط و خالِ گدایاں مده خزینهٔ دل — بدست شاه وشے ده که محترم دارد
مراد دل زکه جویم که نیست دلدارے — کہ جلوهٔ نظر و شیوهٔ کرم دارد

دست از طلب ندارم تا کامِ من برآید — یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید
ہر دم چو بیوفایاں نتواں گرفت یارے — مائیم و آستانش تا جاں ز تن برآید

نیکنامی خواہی اے دل با بداں صحبت مدار
خود پسندی جانِ من برہانِ نادانی بود
دی عزیزے گفت حافظ می خورد پنہاں شراب
اے عزیزِ من گناه آں بہ کہ پنہانی بود

[illegible] — دریغا که با ما وفائے نه دارد
[illegible] — دل و جانِ حافظ صدغ[illegible] نه دارد

رو بر رہش نہادم و بر من گزر نکرد
صد لطف چشم داشتم و یک نظر نکرد

راہے بزن کہ آہے بر سازِ آں تواں زد
شعرے بخواں کہ با او رطلِ گراں تواں زد
گر دولت وصالت خواہد درے کشودن
سرہا بدیں تخیل بر آستاں تواں زد
درویش را نباشد منزل سرائے سلطاں
مائیم و کہنہ دلقے کآتش دراں تواں زد

رسید مژدہ کہ ایامِ غم نخواہد ماند
چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند
من ار چہ در نظرِ یار خاکسار شدم
رقیب نیز چنیں محترم نخواہد ماند
غنیمتے شمر اے شمع وصلِ پروانہ
کہ ایں معاملہ تا صبحدم نخواہد ماند
چہ جائے شکر و شکایت ز نقشِ نیک و بد است
کہ کس ہمیشہ گرفتارِ غم نخواہد ماند

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید
وظیفہ گر برسد مصرفش گل است و نبید
من ایں مرقعِ رنگیں چو گل بخواہم سوخت
کہ پیر بادہ فروشش بجرعۂ نہ خرید
بکوئے عشق منہ بے دلیلِ راہ قدم
کہ گم شد آنکہ دریں رہ بہ رہبرے نرسید

زمیوہاۓ بہشتی چہ ذوق دریابد — کسے کہ سیبِ زنخدانِ شاہدی نگزید
مکن زغصّہ شکایت کہ در طریقِ ادب — براحتے نرسید آنکہ زحمتے نکشید

بعد ازیں نور بہ آفاق دہیم از دلِ خویش
کہ بخورشید رسیدیم و غبار آخر شد
صبحِ اُمید کہ بُد معتکفِ پردۂ غیب
گو بروں آۓ کہ کارِ شبِ تار آخر شد
در شمار ارچہ نیاورد کسے حافظ را
شکر کاں محنتِ بے حد و شمار آخر شد

زاہدِ خلوت نشیں دوش بمیخانہ شد — از سرِ پیماں گذشت بر سرِ پیمانہ شد
آتشِ رخسارِ گُل خرمنِ بلبل بسوخت — چہرۂ خندانِ شمع آفتِ پروانہ شد
گریۂ شام و سحر شکر کہ ضائع نگشت — قطرۂ بارانِ ما گوہرِ یکدانہ شد
نرگسِ ساقی بخواند آیتِ افسونگری — حلقۂ اورادِ ما گردشِ پیمانہ شد
محتسبِ ما کہ دی جام و قدح می شکست — دوش بیک جرعۂ مے عاقل و فرزانہ شد

سالها دل طلب جام جم از ما می‌کرد — آنچه خود داشت ز بیگانه تمنا می‌کرد

ق

گوهری کز صدف کون و مکان بیرون بود — طلب از گمشدگان لب دریا می‌کرد

گفت آن یار کزو گشت سر دار بلند — جرمش آن بود که اسرار هویدا می‌کرد

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید — دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می‌کرد

سالها دفتر ما در گرو صهبا بود — رونق میکده از درس و دعای ما بود

نیکی پیر مغاں بیں کہ چو ما بدمستاں — هر چه کردیم بچشم کرمش زیبا بود

قلب اندودهٔ حافظ بر او خرج نشد — کہ معامل بہمہ عیب نہاں بینا بود

شکرشکن شوند همه طوطیان هند — زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ می‌رود

طی مکاں بہ بیں و زماں در سلوک شعر — کایں طفل یکشبہ رہ یکسالہ می‌رود

سمن بویاں غبار غم چو بنشینند بنشانند
پری رویاں قرار از دل چو بستیزند بستانند
بعمری یک نفس با ما چو بنشینند برخیزند
نهال شوق در خاطر چو برخیزند بنشانند

شادی یار پری چهره بده باده ناب
که می لعل دوائے دل غمگین آمد

ستارهٔ بدرخشید و ماه مجلس شد
دل رمیدهٔ ما را انیس و مونس شد

نگار من که به مکتب نرفت و خط ننوشت
بغمزه مسئله آموز صد مدرس شد

بصدر مصطبه‌ام می نشاند اکنون یار
گدائے شهر نگه کن که میر مجلس شد

لب از ترشح مے پاک کن برائے خدا
که خاطرم بهزاران گنه موسوس شد

کرشمهٔ تو شرابے بعاشقان پیمود
که علم بے خبر افتاد و عقل بیحس شد

چو زر عزیز وجود است شعر من آرے
قبول دولتیان کیمیائے مس شد

ساقی ار باده ازیں دست بجام اندازد
عارفان را همه در شرب مدام اندازد

اے خوشا حالت آں مست که در پائے حریف
سر و دستار نداند که کدام اندازد

زاهدا سر بکله گوشهٔ خورشید برآر
بختت ار قرعه بدیں ماه تمام اندازد

زاهد خام طمع بر سر انکار بماند
پخته گردد چو نظر بر مے و جام اندازد

بادہ با محتسب شہر نہ نوشی حافظ
کہ خورد بادہ ات و سنگ بجام اندازد

من از بیگانگاں ہرگز ننالم
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد
بشارت بر بکوئے میفروشاں
کہ حافظ توبہ از زہد و ریا کرد

شاہداں گر دلبری زیں ساں کنند
زاہداں را رخنہ در ایماں کنند
عاشقاں را بر سر خود حکم نیست
انچہ فرمانِ تو باشد آں کنند

شرابِ بیغش و ساقیِ خوش دو دام رہ اند
کہ زیرکانِ جہاں از کمندشاں نرہند
من ارچہ عاشقم و رند و مست و نامہ سیاہ
ہزار شکر کہ یارانِ شہر بے گنہند
مبیں حقیر گدایانِ عشق را کایں قوم
شہانِ بے کمر و خسروانِ بے کلہند
غلامِ ہمت دُردی کشانِ یکرنگم
نہ آں گروہ کہ ازرق لباس و دل سیہند
بہوش باش کہ ہنگام بادِ استغنا
ہزار خرمنِ طاعت بہ نیم جو ندہند

شاہد آں نیست کہ موئے و میانے دارد
بندۂ طلعت آں باش کہ آنے دارد

در رہ عشق نشد کس بیقین محرم راز
ہر کسے بر حسب فہم گمانے دارد
با خرابات نشیناں ز کرامات ملاف
ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکانے دارد
مدعی گو بہ رو و نکتہ بہ حافظ مفروش
کلک ما نیز زبانے و بیانے دارد

شراب و عیش نہاں چیست کار بی بنیاد
زدیم بر صف رنداں و ہر چہ بادا باد
نمی دہند اجازت مرا بہ سیر سفر
نسیم خاک مصلےٰ و آب رکنا باد

صوفی نہاد دام و در حلقہ باز کرد
بنیاد مکر با فلک حقہ باز کرد
فردا کہ پیش گاہ حقیقت شود پدید
شرمندہ رہروے کہ نظر بر مجاز کرد
حافظ مکن ملامت رنداں کہ در ازل
ما را خدا ز زہد و ریا بے نیاز کرد

صوفی ار بادہ باندازہ خورد نوشش باد
ورنہ اندیشۂ ایں کار فراموشش باد

گرچه از کبر سخن با منِ درویش نه کرد
جانِ فدای شکرین پستهٔ خاموشش باد
پیرِ ما گفت خطا در قلم صنع نه رفت
آفرین بر نظرِ پاکِ خطاپوشش باد

صبا وقتِ سحر بوئے ز زلفِ یار می‌آورد
دلِ شوریدهٔ ما را ز نو در کار می‌آورد
سراسر بخششِ جانان طریقِ لطف و احسان بود
اگر تسبیح می‌فرمود - اگر زنار می‌آورد
عجب می‌داشتم دیشب ز حافظ جام و پیمانه
ولے منعش نمی‌کردم که صوفی‌وار می‌آورد

چه جای صحبتِ نامحرم است مجلسِ انس
سرِ پیاله بپوشان که خرقه‌پوش آمد
ز خانقاه بمیخانه می‌رود حافظ
مگر ز مستیِ زهد و ریا بهوش آمد

طایرِ دولت اگر باز گذاری بکند
یار باز آید و با وصل قرارے بکند
گو کریمے که ز بزمِ طربش غمزده
جرعهٔ درکشد و دفعِ خمارے بکند

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب
بازی چرخ ازین یک دو سه کار بکند

عکس روی تو چو در آینه جام افتاد
عارف از خنده می در طمع خام افتاد

جلوهٔ کرد رخش روز ازل زیر نقاب
عکسے از پرتو آں بر رخ افہام افتاد

غیرت عشق زبان همه خاصان ببرید
از کجا سر غمش در دهن عام افتاد

هر دمش با من دلسوخته لطفی دگر است
این گدا بین که چه شایسته انعام افتاد

پاک بین از نظر پاک بمقصود رسید
احول از چشم دوبین در طمع خام افتاد

زیر شمشیر غمش رقص کناں باید رفت
کانکه شد کشته او نیک سرانجام افتاد

در خم زلف تو آویخت دل از چاه زنخ
آه کز چاه برون آمد و در دام افتاد

آں شد اے خواجه که در صومعه بازم بینی
کار ما با رخ ساقی و لب جام افتاد

من ز مسجد بخرابات نه خود افتادم
اینم از روز ازل حاصل فرجام افتاد

چه کند کز پے دوراں نرود چوں پرگار
هر که در دائرهٔ گردش ایام افتاد

صوفیاں جمله حریفند و نظر باز و لے
زین میان حافظ دلسوخته بدنام افتاد

غلام نرگس مست تو تاجدارانند
خراب بادهٔ لعل تو هوشیارانند

ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز
وگرنه عاشق و معشوق رازدارانند

رقیب درگذر و بیش زین مکن نخوت
که ساکنان در دوست خاکسارانند

نصیب ماست بهشت ای خداشناس برو — که مستحق کرامت گناهکارانند
نه من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس — که عندلیب تو از هر طرف هزارانند
بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن — مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد — که بستگان کمند تو رستگارانند

قتل این خسته بشمشیر تو تقدیر نبود — ورنه هیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود
سر ز حیرت بدر میکده ها بر کردم — چون شناسای تو در صومعه یک پیر نبود
آیتی بود ز عذاب انده حافظ بی تو — که بر هیچکسش حاجت تفسیر نبود

گر رنج پیشت آید و گر راحت ای حکیم — نسبت مکن بغیر که اینها خدا کند
مارا که درد عشق و بلای خمار هست — یا وصل دوست یا می صافی دوا کند
جان رفت در سر می و حافظ ز غصه سوخت — عیسی دمی کجاست که احیای ما کند

گوهر پاک تو از مدحت ما مستغنی است — فکر مشاطه چه با حسن خدا داد کند
امتحان کن که بسی گنج مرادت بدهند — گر خرابی چو مرا لطف تو آباد کند
شاهد ار بر بود از طاعت صد ساله زهد — قدر یک ساعت عمری که در و داد کند

کسے کہ حسنِ رُخِ دوست در نظر دارد ‏ ‏ ‏ محقق است کہ او حاصلِ بصر دارد

ز زہدِ خشک ملولم بیار بادۂ ناب ‏ ‏ ‏ کہ بوے بادہ دماغم مدام تر دارد

کسے کہ از رہِ تقویٰ قدم بروں ننہاد ‏ ‏ ‏ بعزمِ میکدہ اکنوں سرِ سفر دارد

زیادہ ہیچت اگر نیست ایں نہ بس کہ ترا ‏ ‏ ‏ دمے ز وسوسۂ عقل بے خبر دارد

گر من از باغِ تو یک میوہ بچینم چہ شود ‏ ‏ ‏ پیش پائے بچراغِ تو بہ بینم چہ شود

زاہدِ شہر چو مہرِ ملک و شحنہ گزید ‏ ‏ ‏ من اگر مہرِ نگارے بگزینم چہ شود

من کہ در کوئے بتاں منزل و ماوا دارم ‏ ‏ ‏ گر دہی جائے بفردوسِ برینم چہ شود

بکوئے عشق منہ بے دلیلِ راہ قدم ‏ ‏ ‏ کہ من بخویش نمودم صد اہتمام و نشد

کے شعرِ تر انگیزد خاطر کہ حزیں باشد ‏ ‏ ‏ یک نکتہ دریں معنی گفتیم و ہمیں باشد

از لعلِ تو گر یابم انگشتریٔ زنہار ‏ ‏ ‏ صد ملکِ سلیمانم در زیرِ نگیں باشد

غمناک نباید بود از طعنِ حسود اے دل ‏ ‏ ‏ شاید کہ چو وابینی خیرِ تو دریں باشد

جامِ مے و خونِ دل ہر یک بکسے دادند ‏ ‏ ‏ در دائرۂ قسمت اوضاع چنیں باشد

در کارِ گلاب و گل حکمِ ازلی ایں بود ‏ ‏ ‏ کایں شاہدِ بازاری واں پردہ نشیں باشد

آں نیست کہ حافظ را رندی بشد از خاطر ‏ ‏ ‏ کایں سابقۂ رندی تا روزِ پسیں باشد

جان نقد محقر است حافظ
از بهر نثار خوش نباشد

گوهر مخزن اسرار همانست که بود
حقهٔ مهر بدان مهر و نشانست که بود

طالب لعل و گهر نیست وگرنه خورشید
همچنان در عمل معدن و کانست که بود

زلف هندوی تو گفتم که دگر ره نزند
سالها رفت و بدان سیرت و شانست که بود

بباغ تازه کن آیین دین زردشتی
کنون که لاله برافروخت آتش نمرود

ز دست شاهد یوسف جمال عیسی دم
شراب نوش و رها کن حدیث عاد و ثمود

جهان چو خلد برین شد بدور سوسن و گل
ولی چه سود که در وی نه ممکن است خلود

گرچه بر واعظ شهر این سخن آسان نشود
تا ریا ورزد و سالوس مسلمان نشود

گوهر پاک ببايد که شود قابل فیض
ورنه هر سنگ و گلی لولو و مرجان نشود

عشق می ورزم و امید که این فن شریف
چون هنرهای دگر موجب حرمان نشود

دوش می گفت که فردا بدهم کام دلت
سببے ساز خدایا که پشیماں نہ شود
ذرہ را تا نبود ہمت عالی حافظ
طالب چشمہ خورشید درخشاں نشود

از حشمت اہل جہل بکیواں رسیدہ اند
جز آہ اہل فضل بکیواں نمی رسد
صوفی بشوئے زنگ دل خود چو آب ئے
زیں شست وشوئے خرقہ زعفراں نمی رسد
حافظ صبور باش کہ در راہ عاشقی
ہر کس کہ جاں نداد بہ جاناں نمی رسد

کمال صدق محبت بہیں نہ نقص گناہ
کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بہ عیب کند

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید
کہ ز انفاس خوشش بوئے کسے می آید
ہیچ کس نیست کہ در کوئے تواش کارے نیست
ہر کس اینجا باامید ہوسے می آید
کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

جرعه ده که به میخانهٔ ارباب کرم
هر حریفی ز پی طمعتی می آید

دوست را گر سر پرسیدن بیمار غم است
گو بیا خوش که هنوزش نفسی می آید

یار دارد سر صید دلِ حافظ یاران
شاهبازی بشکار مگسی می آید

پیر دُردی کشِ ما گرچه ندارد زر و زور
خوش عطابخش و خطاپوش خدائی دارد

از عدالت نبود دور گرش پرسد حال
پادشاهی که بهمسایه گدائی دارد

ستم از غمزه میاموز که در مذهبِ عشق
هر عمل اجری و هر کرده جزائی دارد

من و انکار شراب این چه حکایت باشد
غالباً این قدرم عقل کفایت باشد

من که شبها رهِ تقوی زده ام با دف و چنگ
این زمان سر به ره آرم چه حکایت باشد

زاهد ار راه برندی نبرد معذور است
عشق کاریست که موقوفِ هدایت باشد

تا نغایت رهِ میخانه نمی دانستم
ور نه مستوری ما تا بچه غایت باشد

بندهٔ پیر مغانم که ز جهلم برهاند
پیر ما هرچه کند عینِ عنایت باشد

زاهد و عجب و نماز و من و مستی و نیاز
تا خود او را ز میان با که عنایت باشد

دوش ازین غصه نخفتم که حکیمی می گفت
حافظ ار باده خورد جای شکایت باشد

معاشران ز حریفِ شبانه یاد آرید
حقوقِ بندگی مخلصانه یاد آرید

نمی خورید زمانے غمِ وفاداراں — ز بیوفائیٔ دورِ زمانہ یاد آرید
سمندِ دولت اگرچہ تند و سرکش است ولے — ز همرہاں بسرِ تازیانہ یاد آرید

من و صلاح و سلامت کس ایں گماں نبرد — کہ کس بہ رندِ خرابات ظن آں نبرد
مباش غرہ بعلم و عمل فقیہ زماں — کہ ہیچ کس ز قضائے خدائے جاں نبرد
مشو فریفتۂ رنگ و بو قدح درکش — کہ زنگِ غم ز دلت جز مئے مغاں نبرد
اگرچہ دیدہ بود پاسبانِ نوائے دل — بہوش باش کہ نقدِ تو پاسباں نبرد
سخن بہ نزدِ سخنداں ادا مکن حافظ — کہ تحفہ کس دُر و گوہر بہ بحر و کاں نبرد

ہزار آفریں بر مئے سُرخ باد — کہ از روئے ما رنگِ زردی ببرد
بروزِ اجل خوردہ بر من مگیر — کہ کارِ خدائی نہ کاریست خرد
مرا از ازل عشق شد سرنوشت — قضائے نبشتہ نشاید سُترد
مزن دم ز حکمت کہ در وقتِ مرگ — ارسطو دہد جاں چو بیچارہ گُرد
مکن رنج بیہودہ خرسند باش — قناعت کُن از نیست اطلس ببُرد
چناں زندگانی کن اندر جہاں — کہ چوں مردہ باشی نگویند مُرد

مرا مہرِ سیہ چشماں ز سر بیروں نخواہد شد — قضائے آسمان است ایں و دیگرگوں نخواہد شد

مرا روز ازل کارے بجز رندی نفرمودند
ہر آں قسمت کہ آنجا شد کم و افزوں نخواہد شد

بیا تا در صفِ رنداں ببانگِ چنگ مے نوشیم
کہ سازِ شرع زیں افسانہ بے قانوں نخواہد شد

شبے مجنوں بہ لیلی گفت کاے محبوبِ بے ہمتا
ترا عاشق شود پیدا ولے مجنوں نخواہد شد

معاشران گرہ از زلفِ یار باز کنید
شبے خوش است بایں قصہ اش دراز کنید
حضورِ مجلسِ اُنس است و دوستاں جمع اند
وَ اِن یَکاد بخوانید و در فراز کنید
میانِ عاشق و معشوق فرقِ بسیار است
چو یار ناز نماید شما نیاز کنید
بجانِ دوست کہ غم پردہ بر شما ندرد
گر اعتماد بر الطافِ کارساز کنید
نخست موعظۂ پیرِ مے فروش اینست
کہ از معاشرِ ناجنس احتراز کنید

مرا بوصل تو گر زانکہ دسترس باشد
دگر ز طالعِ خویشم چہ ملتمس باشد

بر آستانِ تو غوغائے عاشقاں عجبست
کہ ہر کجا شکرستاں بود مگس باشد

چه حاجت است بشمشیر قتل عاشق را — که نیم جان مرا یک کرشمه بس باشد
هزار بار شود آشنا و دیگر بار — مرا ببیند و گوید که این چه کس باشد

روز و شب غصه و خون میخورم و چون نخورم
چون ز دیدار تو دورم بچه باشم دلشاد
حافظ دل شده مستغرق یادت شب و روز
تو ازین بندهٔ دلسوخته بکلی آزاد

مژده ای دل که دگر باد صبا باز آمد — هدهد خوش خبر از طرف سبا باز آمد
عارفی کو که کند فهم زبان سوسن — تا بگوید که چرا رفت و چرا باز آمد
مردمی کرد و کرم بخت خداداده من — کان بت سنگدل از راه وفا باز آمد
گرچه ما عهد شکستیم و گنه حافظ کرد — لطف او بین که بصلح از در ما باز آمد

نقد ها را بود آیا که عیاری گیرند — تا همه صومعه داران پی کاری گیرند
رقص بر شعر تر و ناله نی خوش باشد — خاصه رقصی که در و دست نگاری گیرند
قوت بازوی پرهیز بخوبان مفروش — که درین خیل حصاری بسواری گیرند
زاغ چون شرم ندارد که نهد پا بر گل — بلبلان را سزد ار دامن خاری گیرند

| | |
|---|---|
| حافظ ابنای زمان را غم مسکینان نیست | زین میان گر بتوان به که کناری گیرند |
| نه هر که چهره برافروخت دلبری داند<br>نه هر که طرف کله کج نهاد و تند نشست<br>هزار نکته باریک تر ز مو این جاست<br>بقد و چهره هر آن کس که شاه خوبان شد<br>وفای عهد نکو باشد ار بیاموزی<br>تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن<br>ز شعر دلکش حافظ کسی شود آگاه | نه هر که آئینه دارد سکندری داند<br>کلاهداری و آئین سروری داند<br>نه هر که سر بتراشد قلندری داند<br>جهان بگیرد اگر دادگستری داند<br>وگرنه هر که تو بینی ستمگری داند<br>که خواجه خود روش بنده پروری داند<br>که لطف طبع و سخن گفتن دری داند |
| نیست در شهر نگاری که دل ما ببرد<br>علم و فضلی که بچل سال دلم جمع آورد | بختم ار یار شود رختم ازین جا ببرد<br>ترسم آن نرگس مستانه بیغما ببرد |
| نفس باد صبا مشک فشان خواهد شد<br>گل عزیز است غنیمت شمریدش صحبت<br>ای دل ار عشرت امروز بفردا فکنی<br>گر ز مسجد بخرابات شدم عیب مکن | عالم پیر دگر باره جوان خواهد شد<br>که بباغ آمد ازین راه و از آن خواهد شد<br>مایه نقد بقا را که ضمان خواهد شد<br>مجلس وعظ دراز است زمان خواهد شد |

| قدمے نبود اعشق کہ زواں خواہد شد | حافظ ازبہر تو آمد سوئے اقلیم وجود |
|---|---|
| اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد<br>تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد<br>عاشقی شیوۂ رنداں بلاکش باشد<br>حیف باشد دلِ دانا کہ مشوش باشد<br>گر شراب از کف آں ساقیِ مہوش باشد | نقدِ صوفی نہ ہمہ صافی و بیغش باشد<br>خوش بود گر محکِ تجربہ آید بمیاں<br>ناز پرورد تنعم نبرد راہ بدست<br>غمِ دنیائے دنی چند خوری بادہ بخور<br>دلق و سجادۂ حافظ ببرد بادہ فروش |

نسبت رویت اگر باماہ و پرویں کردہ اند
صورتے نا دیدہ تشبیہے بتخمیں کردہ اند
ساقیا مے دہ کہ با حکم ازل تدبیر نیست
قابلِ تغییر نبود آنچہ تعیین کردہ اند
در سفالیں کاسۂ رنداں بخواری منگرید
کایں حریفاں خدمت جامِ جہاں بیں کردہ اند

واعظاں کیں جلوہ در محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند
بندۂ پیرِ خراباتم کہ درویشانِ او
گنج را از بے نیازی خاک بر سر می کنند
اے گدائے خانقہ باز آ کہ در دیر مغاں
می دہند آبے و دلہا را توانگر می کنند
صبحدم از عرش می آمد خروشِ باز گفت
قدسیاں گوئی کہ شعر حافظ از بر می کنند

ہر کہ شد محرمِ دل در حرمِ یار بماند
وانکہ ایں کار ندانست دراں کار بماند
اگر از پردہ بروں شد دل من عیب مکن
شکر ایزد کہ نہ در پردۂ پندار بماند
صوفیاں واستدند از گرو مے ہمہ رخت
خرقہ ماست کہ در خانہ خمار بماند
خرقہ پوشاں ہمگی مست گزشتند و گزشت
قصۂ ماست کہ در کوچہ و بازار بماند
داشتم دلقے و صد عیب مرا می پوشید
خرقہ رہن مے و مطرب شد و زنار بماند
جز دلم کو زازل تا بابد عاشق اوست
جاوداں کس نشنیدم کہ دریں کار بماند
گشت بیمار کہ چوں چشم تو گردد نرگس
شیوۂ آں نشدش حاصل و بیمار بماند

بخواری منگر ای منعم ضعیفان و فقیران را
که صدر مسندِ عزت فقیرِ ره نشین دارد

حدیثِ دوست نگویم مگر بحضرت دوست
که آشنا سخنِ آشنا نگهدارد

نگه نداشت دلِ ما و جای رنجش نیست
ز دستِ بنده چه خیزد خدا نگهدارد

همای اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذری بر مقام ما افتد

به بارگاه تو چون باد را نباشد راه
کی اتفاقِ مجالِ سلام ما افتد

بنا امیدی ازین در مرو برای خدا
بود که قرعهٔ دولت بنام ما افتد

گر رود از پیِ خوبان دلِ من معذور است
درد دارد چه کند کز پیِ درمان نرود
هر که خواهد که چو حافظ نشود سرگردان
دل بخوبان ندهد در پیِ ایشان نرود

دلِ سنگینِ ترا اشکِ من آورد براه
سنگ را سیل تواند بره دریا برد

یاد باد آنکه نهایت نظری با ما بود
رقمِ مهرِ تو بر چهرهٔ ما پیدا بود

یاد باد آنکه چو چشمت بعتابم می کشت / معجز عیسویت در لب شکرخا بود

یاد باد آنکه سر کوی توام منزل بود / دیده را روشنی از خاک درت حاصل بود

راست چون سوسن و گل از اثر صحبت پاک / بر زبان بود مرا آنچه ترا در دل بود

دل چو از پیر خرد نقل معانی می جست / عشق می گفت بشرح آنکه برو مشکل بود

آه ازین جور و تظلم که درین دامگه است / وای ازان عیش و تنعم که دران منزل بود

در دلم بود که بی دوست نباشم هرگز / چه توان کرد که سعی من و دل باطل بود

بس بگشتم که بپرسم سبب درد فراق / مفتی عقل درین مسئله لا یعقل بود

حافظ اسرار الهی کس نمیداند خموش / از که می پرسی که دور روزگاران را چه شد

از سر مستی دگر با شاهد عهد شباب / رجعتی می خواستم اما طلاق افتاده بود

ای معبر مژده فرما که دوشم آفتاب / در شکرخواب صبوحی هم وثاق افتاده بود

هر کس که بدید چشم او گفت / کو محتسبی که مست گیرد

خرم دل آنکه همچو حافظ / جامی ز می الست گیرد

م

| | |
|---|---|
| سخن سربستہ گفتی با حریفاں | خدارا زیں مُعمّا پردہ بردار |
| سکندر را نمی بخشند آبے | بزور و زر میسر نیست ایں کار |

حافظ تو تابکے غمِ مالِ جہاں خوری
بسیار غم مخور کہ جہاں نیست پائدار

بادا ہزار دشمن اگر یار با من است
دانم مصاف را و نترسم ز کارزار
گر سرو پیش قدِ تو سر میکشد مرنج
عقلِ طویل را نبود ہیچ اعتبار

| | |
|---|---|
| منکراں را ہم ازیں مے دو سہ ساغر بچشاں | وگر ایشاں نستانند روانے بمن آر |
| ساقیا عشرتِ امروز بفردا مفگن | یا ز دیوانِ قضا خط امانے بمن آر |

دلا چندم بریزی خوں ز دیدہ شرم دار آخر
تو ہم اے دیدہ خوابے کن مرادے دل برآر آخر

مراد دنیا و عقبی بمن بخشید روزی بخش
بگوشم قول چنگ اول بدستم زلف یار آخر
دلا در ملک شبخیزی گر از اندوه نگریزی
دم صبحت بشارتها بیارد زان نگار آخر
بتی چون ماه زانو زده می چون لعل پیش آورد
تو گویی تائبم حافظ ز ساقی شرم دار آخر

دیگر ز شاخ سرو سهی بلبل صبور
گلبانگ زد که چشم بد از روی گل بدور
ای گل بشکر آنکه شگفتی بکام دل
با بلبلان بیدل و شیدا مکن غرور
زاهد اگر بحور و قصور است امیدوار
ما را شرابخانه قصور است و یار حور
از دست غیبت تو شکایت نمی کنم
تا نیست غیبتی نبود لذتی حضور
گر دیگران بعیش و طرب خرمند و شاد
ما را غم نگار بود مایهٔ سرور
می خور ببانگ چنگ و مخور غصه ور کسی
گوید ترا که باده مخور گو هُوَ الْغَفُور

بر لب تشنه من بین و مدار آب دریغ
بر سر کشتهٔ خود آی و ز خاکش برگیر
در سماع آی و ز سر خرقه بر انداز و برقص
ور نه در گوشه نشین دلق ریا در برگیر
دوستنا گو دوست شو و هر دو جهان دشمن باش
بخت گو روی کن و روی زمین لشکر گیر

| | |
|---|---|
| صوف برکش ز سر و بادهٔ صافی درکش | سیم در باز و بر و سیمبرے در برگیر |
| حافظ آراسته کن بزم و بگو واعظ را | که ببین مجلسم و ترکِ سرِ منبر گیر |
| روئے بنما و وجود خودم از یاد ببر | خرمنِ سوختگاں را همه گو باد ببر |
| سعی ناکرده درین راه بجائے نرسی | مزد اگر می طلبی طاعتِ استاد ببر |
| دوش می گفت بمژگانِ درازت بکشم | یا رب از خاطرش اندیشهٔ بیداد ببر |
| یا صواب است یا خطا خوردن | گر خطا هست گو صواب بیار |
| وفا خواهی جفاکش باش حافظ | فَاِنَّ الرِّبحَ وَالخُسرَانَ فِی التَّجَرْ |

مرادِ ما همه موقوف یک کرشمهٔ تست
ز دوستانِ قدیم اینقدر دریغ مدار
حریفِ بزم تو بودم چو ماه نو بودی
کنونکه ماهِ تمامی نظر دریغ مدار

| | |
|---|---|
| دل برگرفته بودم از ایامِ گل ولے | کارے نکرد همّتِ پاکانِ روزگار |

گر فوت شد سحور چہ نقصان صبوح ہست
ترسم کہ روزِ حشر عناں بر عناں رود

از مے کنند روزہ کشا طالبانِ یار
تسبیحِ شیخ و خرقۂ رندِ شراب خوار

عاشقِ یارم مرا با کفر و با ایماں چہ کار
قبلہ و محراب من ابروئے دلدار است بس
چونکہ اندر ہر دو عالم یار می باید مرا

تشنۂ دردم مرا با وصل و یا ہجراں چہ کار
ایں دلِ شوریدہ را با این چ و با آں چہ کار
با بہشت و دوزخ و با حور با غلماں چہ کار

گر بود عمر بہ مے خانہ روم بارِ دگر
معرفت نیست دریں قوم خدایا مددی
رازِ سربستۂ ما بیں کہ بدستاں گفتند
یار اگر رفت و حقِ صحبتِ دیریں نشناخت
باز گویم نہ دریں واقعہ حافظ تنہا است

بجز از خدمتِ رنداں نکنم کارِ دگر
تا برم گوہرِ خود را بخریدارِ دگر
ہر زماں با دف و نے بر سرِ بازارِ دگر
حاش للہ کہ روم من ز پے یارِ دگر
غرقہ گشتند دریں بادیہ بسیارِ دگر

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
بر آں سرم کہ ننوشم مے و گنہ نکنم
چو قسمتِ ازلی بے حضورِ ما کردند
بعزمِ توبہ نہادم قدح ز کف صد بار

ہر آنچہ ناصحِ مشفق بگویدت بپذیر
اگر موافقِ تدبیرِ من شود تقدیر
گر اندکے نہ بوفقِ رضا است خوردہ مگیر
ولے کرشمۂ ساقی نمی کند تقصیر

| | |
|---|---|
| مے دو ساله و محبوب چارده ساله | همین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر |
| حدیث توبه درین بزمگه مگو واعظ | که ساقیان کمان ابروت زنند به تیر |
| چه جاے گفتهٔ خواجو و شعر سلمان است | که شعر حافظ شیراز به ز شعر ظهیر |
| یوسف گم گشته باز آید به کنعان غم مخور | کلبهٔ احزان شود روزے گلستان غم مخور |
| دور گردوں گر دو روزے بر مراد ما نگشت | دائما یکساں نماند کار دوران غم مخور |
| هاں مشو نومید چوں واقف نهٔ از سر غیب | باشد اندر پرده بازیهاے پنهاں غم مخور |
| اے دل ار سیل فنا بنیاد هستی بر کند | چوں ترا نوح است کشتیبان ز طوفان غم مخور |
| گرچه منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید | هیچ راهے نیست کو را نیست پایاں غم مخور |

ز

| | |
|---|---|
| صوفی ما که توبه ز مے کرده بود دوش | بشکست عهد چوں در میخانه دید باز |
| چوں باده مست بر سر خم رفت کف زناں | حافظ که دوش از لب ساغر شنید راز |
| براه میکده عشاق راست در تگ و تاز | هماں نیاز که حجاج را براه حجاز |
| ز هیچ در نروم بعد ازیں ز حضرت دوست | چو کعبه یافتم آیم ز بت پرستی باز |
| تنم ز هجر تو چشم از جهاں فرو می دوخت | امید دولت وصل تو داد جانم باز |

منم غریبِ دیار و تویی غریب نواز — دمے بحالِ غریبِ دیارِ خود پرداز
بہر کمند کہ خواہی بگیر و بازم بند — بشرطِ آنکہ ز کارم نظر نگیری باز
ولا منال ز شامے کہ صبح در پے اوست — کہ نیش و نوش بہم باشد و نشیب و فراز
خیالِ قدِ بلندِ تو می کند دلِ من — تو دستِ کوتہِ من بین و آستینِ دراز

منم کہ دیدہ بدیدارِ دوست کردم باز — چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز
ز مشکلاتِ طریقت عناں متاب اے دل — کہ مردِ راہ نیندیشد از نشیب و فراز
اگرچہ حسنِ تو از عشقِ غیر مستغنی است — من آں نیم کہ ازیں عشقبازی آیم باز

ہزار شکر کہ دیدم بکامِ خویشت باز — ترا بکامِ خود و یا تو خویش را دمساز
بدیں سپاس کہ مجلس منوّر است بدوست — گرت چو شمع جفائے رسد بسوز و بساز

بیا و کشتیِ ما در شطِ شراب انداز — غریو و ولولہ در جانِ شیخ و شاب انداز
مرا بکشتیِ بادہ در افگن اے ساقی — کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز

رجز فلاطونِ خم نشینِ شراب — سرِ حکمت بما کہ گوید باز

خیز و در کاسۂ زرآب طربناک انداز
پیش از انے کہ شود کاسۂ سر خاک انداز
عاقبت منزلِ ما وادیِ خاموشان است
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز
دلِ ما را کہ ز مارِ سرِ زلفِ تو بخست
از لبِ خود بشفا خانۂ تریاک انداز
غسل در اشک زدم کاہلِ طریقت گویند
پاک شو اوّل وپس دیدہ برآں پاک انداز
یارب آں زاہدِ خود بیں کہ بجز عیب ندید
دودِ آہیش در آئینہ ادراک انداز
چشمِ آلودہ نظر از رُخِ جاناں دور است
بر رُخِ او نظر از آئینہ پاک انداز

فدائے پیرہنِ چاکِ ماہرویاں باد
فقیر و خستہ بدرگاہت آمدم رحمے
بیا کہ حافظِ مے خانہ دوش با من گفت
پیالہ در کفنم بند تا سحرگہ حشر

ہزار جامۂ تقوے و خرقۂ پرہیز
کہ جز ولائے توام نیست ہیچ دستاویز
کہ در مقام رضا باش و از قضا مگریز
بمے ز دل ببرم ہول روزِ رستاخیز

| | |
|---|---|
| میانِ عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست | تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز |
| گو عروسِ فلکی رخ منما از مشرق | کہ مراد بدن آں ماہ تمام است امروز |
| زاہدے را کہ نبودِ سے چو صوامع جائے | بیں کہ در کنجِ خرابات مقام است امروز |
| صبحدم بلبلِ مست از چہ سبب می نالد | کارِ او چوں زہباراں نہ نظام است امروز |
| محتسب بیہودہ گو پندہ دہ رنداں را | کانکہ با شاہد و مے نیست کدام است امروز |

## س

| | |
|---|---|
| جاناں ترا کہ گفت کہ احوالِ ما مپرس | بیگانہ گرد و قصۂ ہیچ آشنا مپرس |
| در دفترِ طبیبِ خرد بابِ عشق نیست | اے دل بدرد خو کن و نام دوا مپرس |
| با قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم | از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس |

بہر یک جرعہ کہ آزار کسش در پے نیست
زحمتے میکشم از مردمِ ناداں کہ مپرس
گوشہ گیری و سلامت ہوسم بود و لے
فتنہ می کند آں نرگس فتاں کہ مپرس

زاہد از ما بسلامت بگذر کاں مے لعل
دل و دیں می برد از دست بدانساں کہ مپرس
گفتمش زلف بچین کہ کشادی گفتا
حافظ ایں قصہ دراز است بقرآں کہ مپرس

من بگوش خود از دہانش دوش
ہمچو حافظ غریب در رہِ عشق

سخنانے شنیدہ ام کہ مپرس
بمقامے رسیدہ ام کہ مپرس

در ضمیرِ ما نمی گنجد بغیر از دوست کس
خاطرم وقتے ہوس کردے کہ بینم چیزہا

ہر دو عالم را بدشمن دہ کہ ما را دوست بس
تا ترا دیدم نکردم جز بدیدارت ہوس

دلا رفیقِ سفر بخت نیکخواہت بس
دگر ز منزلِ جاناں سفر مکن درویش
بصدرِ مصطبہ بنشین و ساغرِ مے نوش
زیادتی مطلب کار بر خود آساں کن
فلک بمردم ناداں دہد زمام مراد
وگر کمیں بگشاید غمے ز کشور دل

نسیمِ روضۂ شیراز پیکِ راہت بس
کہ سیرِ معنوی و کنجِ خانقاہت بس
کہ ایں قدر ز جہاں کسبِ مال و جاہت بس
کہ شیشۂ مے صاف و صنمے چو ماہت بس
تو اہلِ دانش و فضلی ہمیں گناہت بس
حریمِ درگہِ پیرِ مغاں پناہت بس

بمنتِ دگراں خو مکن کہ در دو جہاں
رضائے ایزد و انعامِ پادشاہت بس

بہیچ وردِ دگر نیست حاجت اے حافظ
دعائے نیم شب و وردِ صبحگاہت بس

گلعذارِ ز گلستانِ جہاں ما را بس
زیں چمن سایۂ آں سروِ رواں ما را بس

من و ہم صحبتیِ اہلِ ریا دورم باد
از گرانانِ جہاں رطلِ گراں ما را بس

قصرِ فردوس بپاداشِ عمل می بخشند
ما کہ رندیم و گدا دیرِ مغاں ما را بس

بنشیں برلبِ جوئے و گذرِ عمر ببیں
کایں اشارت ز جہانِ گذراں ما را بس

نقدِ بازارِ جہاں بنگر و آزارِ جہاں
گر شما را نہ بس ایں سود و زیاں ما را بس

یار با ماست چہ حاجت کہ زیادت طلبیم
دولتِ صحبتِ آں مونسِ جاں ما را بس

از درِ خویش خدا را بہ بہشتم مفرست
کہ سرِ کوئے تو از کون و مکاں ما را بس

حافظ از مشربِ قسمت گلہ بے انصافیست
طبع چوں آب و غزلہائے رواں ما را بس

## ش

طریقِ خدمت و آئینِ بندگی کردن
خدائے را کہ رہا کن بیا و سلطاں باش

تو شمعِ انجمنی یک زباں و یک دل شو
مجالِ کوششِ پروانہ بیں و خنداں باش

خموش حافظ و از جورِ یار ناله مکن
ترا که گفت که بر روئے خوب حیران باش

آنرا که دوستیِ علی نیست کافر است | گو زاہدِ زمانہ و گو شیخِ راہ باش

در خرقہ چو آتش زدی اے عارفِ سالک
جہدے کن و سرحلقۂ رندانِ جہاں باش

باغباں گر پنج روزے صحبتِ گل بایدش
بر جفائے خارِ ہجراں صبرِ بلبل بایدش
اے دل اندر بندِ زلفش از پریشانی منال
مرغِ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش
رندِ عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار
کارِ ملک است آنکہ تدبیر و تامل بایدش
تکیہ بر تقویٰ و دانش در طریقت کافریست
راہرو گر صد ہنر دارد توکل بایدش

ساقیا در گردشِ ساغر تعلل تا بچند
دور چوں ما عاشقاں افتد تسلسل بایدش
کیست حافظ تا ننوشد بادہ بے آوازِ چنگ
عاشقِ مسکیں چرا چندیں تجمل بایدش

بجد و جہد چو کارے نمی رود از پیش
بہ بادشاہی عالم فرو نیارد سر
بنوش بادہ کہ قسّامِ صنع قسمت کرد
ریا حلال شمارند و جامِ بادہ حرام

بکردگار رہا کردہ بہ مصالحِ خویش
اگر ز سِرِّ قناعت خبر شود درویش
در آفرینش از انواع نوش دار و نیش
زہے طریقت و ملت زہے شریعت و کیش

بدورِ لالہ قدح گیر و بے ریا می باش
نگویمت کہ ہمہ سال مے پرستی کن
چو پیرِ سالکِ عشقت بمے حوالہ کند

ببوئے گل نفسے ہمدمِ صبا می باش
سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پارسا می باش
بنوش و منتظرِ رحمتِ خدا می باش

بعنایت نظرے کن کہ منِ دلشدہ راہ
نرود بے مددِ لطفِ تو کارے از پیش

پس زانو منشین و غمِ بیهوده مخور
که زغم خوردنِ تو رزق نگردد کم و بیش

چونکه این کوشش بیفائده سودے ندہد
پس میازار دل خود زغمِ اے دوراندیش

پرسش حالِ دلِ سوختہ کن بہرِ خدا
نیست از شاہ عجب گر بنوازد درویش

بسے شدیم و نشد عشق را کرانہ پدید
تبارک اللہ ازیں رہ کہ نیست پایانش

مرا مگوئے کہ خاموش باش ودم درکش
کہ درچمن نتواں یافت مرغ را خاموش

نعیم روضۂ جنت بذوقِ آں نرسد
کہ یار نوش کند بادہ و تو گوئی نوش

خوشا شیراز و وضع بے مثالش
خداوندا نگہدار از زوالش

بہ شیراز آے و فیض روح قدسی
بخواہ از مردمِ صاحب کمالش

کنارم قند مصری برد آنجا ‌ ‌ ‌ ‌ که شیرینان ندادند انفعالش

مکن بیدار ازین خوابم خدا را ‌ ‌ ‌ ‌ که دارم عشرتی خوش با خیالش

چرا حافظ چو می‌ترسیدی از هجر ‌ ‌ ‌ ‌ نکردی شکر ایام وصالش

عشق است و مفلسی و جوانی و نوبهار

عذرم پذیر و جرم بذیل کرم بپوش

دوشب ندا ز غیب بگوش دلم رسید

حافظ تو غصه کم خور و بنشین و می بنوش

سحر ز هاتف غیبم رسید مژده بگوش ‌ ‌ ‌ ‌ که دور شاه شجاع است می دلیر بنوش

شد آنکه اهل نظر بر کناره می‌رفتند ‌ ‌ ‌ ‌ هزار گونه سخن در دهان و لب خاموش

ق

ببانگ چنگ بگوییم آن حکایتها ‌ ‌ ‌ ‌ که از نهفتن آن دیگ سینه میزد جوش

ز کوی میکده دوشش بدوش می‌بردند ‌ ‌ ‌ ‌ امام شهر که سجاده میکشید بدوش

رموز مصلحت ملک خسروان دانند ‌ ‌ ‌ ‌ گدای گوشه نشینی تو حافظا مخروش

شراب تلخ میخواهم که مردافگن بود زورش

که تا یکدم بیاسایم ز دنیا و شر و شورش

کمندِ صیدِ بهرامی بیفگن جامِ جم بردار
که من پیمودم این صحرا نه بهرام است و نه گورش
نظر کردن بدرویشان منافیِ بزرگی نیست
سلیمان با چنان حشمت نظرها بود با مورش
بیا تا درمے صافیت رازِ دهر بنمایم
بشرطِ آنکه ننمائی بکج طبعان و دل کورش

صوفی گلے بچین و مرقع بخار بخش
اے آنکه ره بمشرب مقصود بردهٔ

وین زهدِ خشک را بمے خوشگوار بخش
زین بحر قطرهٔ بمنِ خاکسار بخش

فکر بلبل همه آنست که گل شد یارش
دلربائی همه آن نیست که عاشق بکشند
آن سفر کرده که صد قافلهٔ دل همره اوست
صوفی از سرخوش ازین دست که کج کرد کلاه
دلِ حافظ که بدیدارِ تو خوگر شده بود

گل در اندیشه که چون عشوه کند در کارش
خواجه آنست که باشد غمِ خدمتگارش
هر کجا هست خدایا بسلامت دارش
بدو جامِ دگر آشفته شود دستارش
نازپرورِ وصال است مجو آزارش

کنارِ آب و پائے بید و طبعِ شعر و یارے خوش
معاشرِ دلبرِ شیرین و ساقیِ گلعذارِ خوش

| | | |
|---|---|---|
| ۱۰ | شب صحبت غنیمت دان و دادِ خوشدلی بستان<br>کہ مہتاب دل افروز است و طرفِ لالہ زارے خوش<br>چہ مے در کاسۂ چشم است ساقی را بنام ایزد<br>کہ مستی میکند با عقل و می آرد خمارے خوش<br>ہر آں کس را کہ بر خاطر ز عشقِ دلبرے بارسیت<br>سپندے گو بر آتش نہ کہ داری کار و بارے خوش<br>بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بمے خانہ<br>کہ شنگولانِ سرمستت بیاموزند کارے خوش | |
| | خواہی کہ سخت و سست جہاں بر تو بگذرد<br>بگذر ز عہدِ سست و سخنہائے سختِ خویش | |
| ۱ | مجمع خوبی و لطف است غدار چو مہش<br>لیکنش مہر و وفا نیست۔ خدایا بدہش<br>دلبرم شاہد و طفل است بہ بازی روزے<br>بکشد زارم و در شرع نباشد گنہش | |

جاں لشکرانہ کنم صرف گرآں دانۂ دُر
صدفِ دیدۂ حافظ شود آرام گہش

گر از جولانی آخر در رہِ ما
چو حافظ خاک گرد آب و گلِ خویش

ہاتفے از گوشۂ مے خانہ دوش
گفت بہ بخشند گنہ مے بنوش
عفوِ خدا بیشتر از جرمِ ماست
نکتۂ سربستہ چہ گوئی خموش
گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند
ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش

ہمرہ او ست دلم باد بہر جا کہ رود
ہمتِ اہلِ کرم بدرقۂ جان و تنش

در رہِ عشق کہ از سیلِ فنا نیست گزار
میکنم خاطرِ خود را بہ تمنائے تو خوش
در بیابانِ فنا گرچہ ز ہر سو خطر است
میرود حافظِ بیدل بتولائے تو خوش

در بساط نکتہ داناں خود فروشی شرط نیست
یا سخن دانستہ گو اے مرد بخرد یا خموش

ص

از رقیبت دلم نیافت خلاص
محتسب خم شکست من سر او
زانکہ القاص لا یحب اللہ القاص
سن بالسن والجروح قصاص

ط

ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ
کہ کرد جلوہ نکوئی بجائے ما حافظ
بیا کہ نوبت صلح است و دوستی و صفا
کہ با تو نیست مرا جنگ و ماجرا حافظ
تو از کجا و امید وصال او ز کجا
بدامنش نرسد دست ما ہر گدا حافظ

ع

ببیں کہ رقص کناں میرود بنالۂ چنگ
کسے کہ اذن نمی دادے استماع سماع

وضع دوراں بنگر ساغر عشرت برگیر
کہ بہر حال ہمیں است ہمیں اوضاع

## ف

طالع اگر مدد کند دامنش آورم بہ کف
گر بکشم زہے طرب ور بکشد زہے شرف

طرف کرم ز کس نہ بست این دل پر امید من
گرچہ صبا ہمی برد قصۂ من بہر طرف

چند بناز پرورم مہر بتانِ سنگدل
یادِ پدر نمی کنند این پسرانِ ناخلف

بیخبرند زاہدان ۔ نقش بخوان و لا تقل
مستِ ریاست محتسب ۔ بادہ بنوش و لا تخف

صوفیِ شہر بین کہ چوں ۔ لقمۂ شبہ می خورد
یال و دمش دراز باد ۔ این حیوانِ خوش علف

من بمدام دل خوشی مے خورم و طرب کنم
کز پس و پیش خاطرم ۔ لشکر غم کشیدہ صف

حافظ اگر قدم نہی در رہِ خاندانِ عشق
بدرقۂ رہت شود ہمتِ شحنۂ نجف

## ق

| | |
|---|---|
| زبانِ خامہ ندارد سرِ بیانِ فراق | وگرنہ شرح دہم با تو داستانِ فراق |
| کجا روم چہ کنم حالِ دل کرا گویم | کہ دادِ من بستاند دہد جزائے فراق |

مقامِ امن و مے بیغش و رفیقِ شفیق
گرت مدام میسر شود زہے توفیق
جہان و کارِ جہاں جملہ ہیچ در ہیچ است
ہزار بار من این نکتہ کردہ ام تحقیق
بمأمنے رو و فرصت شمر غنیمتِ وقت
کہ در کمینگہِ عمرند قاطعانِ طریق
بیا کہ توبہ ز لعلِ نگار و خندۂ جام
تصوریست کہ عقلش نمی کند تصدیق

## ک

| | |
|---|---|
| اگر شراب خوری جرعۂ فشاں بر خاک | ازاں گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک |

در دوستیِ حافظ اگر نیستت یقین — زر خالص است و باک ندارد از محک

هزار دشمنم ار می کنند قصدِ هلاک — گرم تو دوستی از دشمنان ندارم باک
اگر تو زخم زنی به که دیگری مرهم — وگر تو زهر دهی به که دیگری تریاک
ترا چنانکه توئی هر نظر کجا بیند — بقدرِ بینشِ خود هر کسی کند ادراک

## ل

اگر بکوی تو باشد مرا مجال وصول — رسد ز دولتِ وصلِ تو کار من بحصول
چه جرم کرده ام ایجان و دل بحضرت تو — که طاعتِ منِ بیدل نمی شود مقبول
کجا روم چه کنم حالِ دل کرا گویم — که گشته ام ز غم و جورِ روزگار ملول
بدردِ عشق بساز و خموش شو حافظ — رموزِ عشق مکن فاش پیشِ اهلِ عقول

وصفِ لبِ لعلِ تو چه گویم بر قیبال — نیکو نبود معنی نازک بر جاهل
دل بردی و جان می دهمت غم چه فرستی — چون نیک حریفیم چه حاجت به محصل
حافظ چو تو پا در حرمِ عشق نهادی — در دامنِ او دست زن و از همه بگسل

پای ما لنگ است و منزل بس دراز — دست ما کوتاه و خرما بر نخیل

| | |
|---|---|
| بعهد گل شده ام از توبه شراب خجل | که کس مباد ز کردار ناصواب خجل |
| حجاب ظلمت از آن بست آب خضر که گشت | ز نظم حافظ و این طبع همچو آب خجل |
| گذرت با سوی کس نمی گرد | آه ازین کبر و جاه و جلال |
| حافظا عشق و صابری تا چند | ناله عاشقان خوش است بنال |
| یا مکن با پیلبانان دوستی | یا بنا کن خانهٔ در خورد پیل |
| هر نکته که گفتم در وصف آن شمائل | هر کس شنید گفتا لله در قائل |
| تحصیل عشق و رندی آسان نمود اول | جانم بسوخت آخر در کسب این فضائل |
| حلاج بر سر دار این نکته خوش سراید | از شافعی مپرسید امثال این مسائل |
| دردا که بر در خود بارم نداد دلبر | چندانکه از جوانب انگیختم وسائل |
| اکنون دست حافظ تعویذ چشم زخم است | آیا بود که بینم در گردنت حمائل |
| حافظ تو برو بندگی پیر مغان کن | بر دامن او دست زن و از همه بگسل |
| چو یار بر سر صلح است عذر می خواهد | توان گذشت ز جور رقیب در همه حال |

| | | |
|---|---|---|
| ساقی بیار باده که آمد زمانِ گل | | تا بشکنیم توبه دگر در میانِ گل |
| | م | |
| آنکه پامالِ جفا کرد چو خاکِ راهم | | خاک می بوسم و عذرِ قدمش می خواهم |
| من نه آنم که بجور از تو بنالم حاشا | | چاکر معتقد و بندهٔ دولت خواهم |
| صوفیِ صومعهٔ عالمِ قدسم لیکن | | حالیا دیرِ مغانست حوالتگاهم |
| با منِ راه نشین خیز و سوی میکده آی | | تا به بینی که دران حلقه چه صاحب جاهم |
| بارها گفته ام و بارِ دگر می گویم | ق | که منِ دلشده این ره نه بخود می پویم |
| درپسِ آینه طوطی صفتم داشته اند | | آنچه استادِ ازل گفت بگو می گویم |
| من اگر خارم و گر گل چمن آرایی هست | | که ازان دست که می پروردم می رویم |
| دوستان عیبِ منِ بیدل و حیران مکنید | | گوهرے دارم و صاحب نظرے می جویم |
| گرچه با دلقِ ملمع مے گلگون عیب است | | مکنم عیب کز و رنگِ ریا می شویم |
| باز آے ساقیا که هوا خواه خدمتم | | مشتاقِ بندگی و دعا گوے دولتم |
| علیم مکن برندی و بدنامی اے فقیه | | کاین بود سرنوشت ز دیوانِ فطرتم |
| من کز وطن سفر نگزیدم بعمرِ خویش | | در شوقِ دیدنِ تو هوا خواهِ غربتم |

برخیز تا طریق تکلف رها کنیم
هفتاد ذلت از نظر خلق در نهان
آن کو بغیر سابقه چندین نواخت کرد

دکان معرفت بدو جو پر بها کنیم
بهتر ز طاعت که به روی و ریا کنیم
همکن بود که عفو کند گر خطا کنیم

پیمان شکن هر آئینه گردد شکسته دل
ساقی بیا که دور گل است و زمان عیش
چون خون خصم هیچ صراحی بریختی
حافظ بکنج میکده دارد قرارگاه

ان العهود عند ملوک النهی ذمم
پیش آر جام و هیچ مخور غم زبیش و کم
با دوستان بعیش و طرب گیر جام جم
کالطیر فی الحدیقة و اللیث فی الاجم

بعزم توبه سحر گفتم استخاره کنم
سخن درست بگویم نمی توانم دید
بدور لاله دماغ مرا علاج کنید
اگر شبی بزبانم حدیث توبه رود
مرا که نیست ره و رسم لقمه پرهیزی
گدای میکده ام لیک وقت مستی بین
اگر ز لعل لب یار بوسه یابم
نه فاضلم نه مدرس نه محتسب نه فقیهم

بهار توبه شکن میرسد چه چاره کنم
که می خورند حریفان و من نظاره کنم
گر از میانه بزم طرب کناره کنم
ز بی طهارتی آن زاهدی غراره کنم
همان به است که میخانه را اجاره کنم
که ناز بر فلک و حکم بر ستاره کنم
جوان شوم ز سر و زندگی دوباره کنم
مرا چه سود که منع شرابخواره کنم

ز باده خوردن پنهان ملول شد حافظ
به بانگ بربط و نی رازش آشکاره کنم

بغیر از آنکه بشد دین و دانش از دستم
دگر بگو که ز عشقت چه طرف بربستم
اگر ز مردم هشیاری ای نصیحت گو
سخن بخاک میفگن چرا که من مستم

بگذار تا بشارع میخانه بگذریم
کز بهر جرعهٔ همه محتاج این دریم
روز نخست چون دم رندی زدیم و عشق
شرط آن بود که جز ره این شیوه نسپریم
واعظ مکن نصیحت شوریدگان که ما
با خاک کوی دوست بفردوس ننگریم
حافظ چو ره بکنگرهٔ کاخ وصل نیست
با خاک آستانهٔ این در بسر بریم

به تیغم گر زند دستش نگیرم
وگر تیرم زند منت پذیرم
کمان ابروی ما را گو مزن تیر
که پیش دست و بازویت بمیرم
برآی ای آفتاب صبح امید
که در دست شب هجران اسیرم
چو طفلان واعظا تا کی فریبی
بسیب بوستان و جوی شیرم
من آن مرغم که هر شام و سحرگاه
رسد تا سدره آواز صفیرم
بفریادم رس ای پیر خرابات
بیک جرعه جوانم کن که پیرم
بسوز این خرقهٔ تقوی چو حافظ
که گر آتش شوم در وی نگیرم

صباح الخیر زد بلبل کجائی ساقیا برخیز
که غوغا می کند در سر خمارِ خمر دوشینم
رموزِ عشق و سر مستی ز من بشنو نه از واعظ
که با جام و قدح هر شب قرینِ ماه و پروینم
حدیثِ آرزومندی که در این نامه ثبت افتاد
همانا بے غلط باشد که حافظ داد تلقینم

بیا تا گل بر افشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم
اگر غم لشکر انگیزد که خونِ عاشقاں ریزد
من و ساقی بهم سازیم و بنیادش بر اندازیم
چو در دست است رودے خوش بزن مطرب سرودے خوش
که دست افشاں غزل خوانیم پاکوباں سر اندازیم
یکے از عقل می لافد دگر طامات می بافد
بیا کایں داوریہا را به پیشِ داور اندازیم
بهشتِ عدن اگر خواہی بیا با ما بمیخانه
که از پائے خمت یکسر بحوضِ کوثر اندازیم

سخندانی و خوش خوانی نمی ورزند در شیراز
بیا حافظ که تا خود را بملک دیگر اندازیم

برو ای زاهد و بر دردکشان خورده مگیر
کار فرمای قدر می کند این من چه کنم
حافظا خلد برین خانهٔ موروث من است
اندرین منزل ویرانه نشیمن چه کنم

تا سایهٔ مبارکت افتاد بر سرم
دولت غلام من شد و اقبال چاکرم

مرا می بینی و هر دم زیادت میکنی دردم
ترا می بینم و شوقم زیادت می شود هر دم
بسامانم نمی پرسی نمی دانم چه سر داری
بدرمانم نمی کوشی نمی دانی مگر دردم

چرا نه در پی عزم دیار خود باشم
غم غریبی و غربت چو بر نمی تابم
چرا نه خاک کف پای یار خود باشم
بشهر خود روم و شهریار خود باشم

| | |
|---|---|
| چو کارِ عمر نہ پیدا است بارے آں اولی | کہ روزِ واقعہ پیشِ نگارِ خود باشم |
| در حقِ من بدرد کشی ظنِ بد مبر | کالودہ گشت خرقہ ولے پاک دامنم |
| حاشا کہ من بموسمِ گل ترکِ مے کنم<br>از قال و قیل مدرسہ حالی دلم گرفت<br>از نامۂ سیاہ نترسم کہ روزِ حشر<br>خاکِ مرا چو در ازل از مے سرشتہ اند<br>ایں جانِ عاریت کہ بہ حافظ سپرد دوست | من لافِ عقل میزنم ایں کار کے کنم<br>یک چند نیز خدمتِ معشوق و مے کنم<br>با فیضِ لطفِ او صد ازیں نامہ طے کنم<br>با مدعی بگو کہ چرا ترکِ وے کنم<br>روزے رخش بہ بینم و تسلیمِ وے کنم |

حالیا مصلحتِ وقت دراں می بینم
کہ کشم رخت بمیخانہ و خوش بنشینم
جامِ مے گیرم و از اہلِ ریا دور شوم
یعنی از اہلِ جہاں پاک دلے بگزینم
من اگر رندِ خراباتم و گر حافظِ شہر
ایں متاعم کہ تو می بینی و کمتر زینم

حجاب چہرۂ جاں می شود غبار تنم
خوشا دمے کہ ازیں چہرہ پردہ برفگنم
چنیں قفس نہ سرائے منِ خوش الحان است
روم بگلشن رضواں کہ مرغ آں چمنم
عیاں نشد کہ چرا آمدم کجا بودم
دریغ و درد کہ غافل زکارِ خویشتنم
چگونہ طوف کنم در فضائے عالمِ قدس
چو در سراچہ ترکیب تختہ بند تنم
مرا کہ منظر حور است مسکن و ماوی
چرا بکوئے خراباتیاں بود وطنم
بیا وہستی حافظ زپیش او بردار
کہ با وجود تو کس نشنود زمن کہ منم

نذر کردم کہ گرایں غم بسر آید روزے
تا درِ میکدہ شاداں و غزل خواں بروم

امید خواجگیم بود بندگی تو کردم
ہوائے سلطنتم بود خدمتِ تو گزیدم

خیز تا از در میخانه گشادی طلبیم / بر در دوست نشینیم و مرادی طلبیم
زاد راه حرم دوست نداریم مگر / بگدائی ز در میکده زادی طلبیم
چون غمت را نتوان یافت مگر در دل شاد / ما بامید غمت خاطر شادی طلبیم
بر در مدرسه تا چند نشینی حافظ / خیز تا از در میخانه گشادی طلبیم

---

خیز تا خرقهٔ صوفی بخرابات بریم / زرق و طامات ببازار خرافات بریم
تا همه خلوتیان جام صبوحی گیرند / چنگ صبحی بدر پیر خرابات بریم
در نهد در ره ما خار ملامت زاهد / از گلستانش بزندان مکافات بریم
قدر وقت ار نشناسد دل و کاری نکند / بس خجالت که ازین حاصل اوقات بریم
سوی رندان قلندر بره آورد سفر / دلق پشمینه و سجادهٔ طامات بریم
فتنه می بارد ازین سقف مقرنس برخیز / تا بمیخانه پناه از همه آفات بریم
حافظ آب رخ خود بر در هر سفله مریز / حاجت آن به که بر قاضی حاجات بریم

---

در خرابات مغان گر گذر افتد بازم / حاصل خرقه و سجاده روان در بازم
صحبت حور نخواهم که بود عین قصور / با خیال تو اگر با دگری پردازم
سر سودای تو در سینه بماند پنهان / چشم تر دامن اگر فاش نکرد رازم
همچو چنگ ار بکناری ندهد کام دلم / یا چو نی از لب خود یک نفسی بنوازم

در خرابات مغاں نورِ خدا می بینم
وین عجب بیں کہ چہ نورے ز کجا می بینم

کیست دُردی کشِ ایں میکدہ یارب کہ درش
قبلۂ حاجت و محرابِ دعا می بینم

جلوہ بر من مفروش اے ملک الحاج کہ تو
خانہ می بینی و من خانہ خدا می بینم

دوستاں عیبِ نظربازی حافظ مکنید
کہ من او را ز محبانِ خدا می بینم

| | |
|---|---|
| داستاں در پردہ می گوئی ولے | گفتہ خواہد شد بدستاں نیز ہم |
| گفتہ بودی کہ خبر دہ کہ بہ ہجرم چونی | آنچنانم کہ بہ بینی نہ دندانی بازم |

عاشق و رندم و میخوارہ بآواز بلند
ایں ہمہ منصب ازاں شوخ پریوش دارم

حافظا چوں غم و شادی جہاں درگذر است
بہتر آنست کہ من خاطرِ خود خوش دارم

نیست در کس کرم و وقت طرب می گزرد
چارہ آنست کہ سجادہ بمے بفروشیم

از ثبات خودم این نکتہ خوش آمد کہ بجور | بر سر کوئے تو از پائے طلب ننشستم

حافظا تکیہ بر ایام چو سہو است و خطا
من چرا عشرت امروز بفردا فگنم

دی شب بسیل اشک رہ خواب میزدم
چشم بروئے ساقی و گوشم بقول چنگ
ساقی بصوت این غزلم کاسہ می گرفت
خوش بود وقت حافظ و فال مراد کام

نقشے بیاد خط تو بر آب میزدم
فالے بچشم و گوش دریں باب میزدم
میگفتم این سرود و مے ناب میزدم
بر نام عمر و دولت احباب میزدم

روز عید است و من امروز دریں تدبیرم
کہ دہم حاصل سی روزہ و ساغر گیرم
پند پیرانہ دہد واعظ شہرم لیکن
من نہ آنم کہ دگر پند کسے بپذیرم

می کشیدم می و سجادهٔ تقوی بر دوش
آه اگر خلق شوند آگه ازین تزویرم
خلق گویند که حافظ سخن پیر بنوش
سالخورده میم امروز به از صد پیرم

حاش لله کز حساب روز حشرم باک نیست
فال فردا میزنم امروز عشرت‌ها می‌کنم

ز دست کوته خود زیر بارم
که از بالا بلندان شرمسارم
من از بازوی خود دارم بسی شکر
که زور مردم آزاری ندارم
اگر گفتم دعای می فروشان
چه باشد شکر نعمت می گذارم

زلف بر باد مده تا ندهی بر بادم
ناز بنیاد مکن تا نکنی بنیادم
حافظ از جور تو حاشا که بنالد روزی
من از آن روز که در بند توام آزادم

نقش مستوری و مستی نه بدست من و تست
آنچه استاد ازل گفت بکن آن کردم

سرم خوش است و ببانگ بلندی گویم
که لطف آب حیات از پیاله می جویم
عبوس زهد بوجه خمار ننشیند
مرید همت دردی کشان خوش خویم
مکن درین چمنم سرزنش بخودرویی
چنانکه پرورشم می دهند می رویم
تو خانقاه و خرابات در میانه مبین
خدا گواست که هر جا که هست با اویم
نصیحتم چه کنی ناصحا چو می دانی
که من نه معتقد مرد عافیت جویم

دل دیوانه از آن شد که پذیرد درمان
گرش هم بسر زلف تو زنجیر کنیم
گر بدانم که وصال تو بدین دست دهد
دل و دین را همه در بازم و توفیر کنیم
دور شو از برم ای واعظ و افسانه مگو
من نه آنم که دگر گوش بتزویر کنیم
نیست امکان خلاص از غم او ای حافظ
چونکه تقدیر چنین بود چه تدبیر کنیم

صوفی بیا که خرقهٔ سالوس برکشیم
وین دلق زرق را خط بطلان بسر کشیم
نذر و فتوح صومعه در وجه می نهیم
دلق ریا بآب خرابات برکشیم
سر قضا که در تتق غیب منزویست
مستانه اش نقاب ز رخساره برکشیم

فردا اگر نہ روضۂ رضواں بما دہند
غلماں ز غرفہ حور ز جنت بدر کشیم
حافظ نہ حدِ تست چنیں لا فہا زدن
پا از گلیم خویش چرا بیشتر کشیم

عاشق و رند و نظر بازم و می گویم فاش
تا بدانی کہ بچندیں صفت آراستہ ام

ما ملکِ عافیت نہ بہ لشکر گرفتہ ایم
طاق و رواقِ مدرسہ و قیل و قالِ فضل
عمرے گذشت و با امیدِ اشارتے
ناموس چند سالہ اجداد نیکنام
ابدل بہ عیش کوش کہ ما نقدِ عقل و ہوش
فرما اشارتے کہ دو چشمِ امید ما

ما تختِ سلطنت نہ بہ بازو نہادہ ایم
ز ینہا بہ خاک کوئے تو مارو نہادہ ایم
چشمے برآں دو نرگسِ جادو نہادہ ایم
در راہِ جام و ساقیِ مہ رو نہادہ ایم
در راہِ یارِ سلسلہ گیسو نہادہ ایم
پیوستہ بر دو گوشۂ ابرو نہادہ ایم

غمِ زمانہ کہ ہیچش کراں نمی بینم
نشانِ مردِ خدا عاشقی است با خود آے
ز آفتابِ قدح ارتفاعِ عیش بگیر

دواش جز مے چوں ارغواں نمی بینم
کہ در مشایخ شہر ایں نشاں نمی بینم
چرا کہ طالعِ وقت آنچناں نمی بینم

فاش می‌گویم و از گفتهٔ خود دلشادم
بندهٔ عشقم و از هر دو جهان آزادم

طایر گلشن قدسم چه دهم شرح فراق
که درین دامگه حادثه چون افتادم

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود
آدم آورد درین دیر خراب آبادم

سایهٔ طوبی و دلجویی حور و لب حوض
بهوای سر کوی تو برفت از یادم

کوکب بخت مرا هیچ منجم نشناخت
یارب از مادر گیتی بچه طالع زادم

فتوی پیر مغان دارم و قولیست قدیم
که حرامست می آنجا که نه یارست ندیم

چاک خواهم زدن این دلق ریایی چه کنم
روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم

فکر بهبود خود ای دل ز دری دیگر کن
درد عاشق نشود به بمداوای حکیم

دولت معرفت اندوز که با خود ببری
که نصیب دگرانست نصاب زر و سیم

گر ازین منزل غربت بسوی خانه روم
نذر کردم که هم از راه بمیخانه روم

گرچه از آتش دل چون خم می در جوشم
مهر بر لب زده خون میخورم و خاموشم

حاش لله که نیم معتقد طاعت خویش
اینقدر هست که گه گه قدحی می نوشم

هست امیدم که علی الرغم عدو روز جزا
فیض عفوش ننهد بار گنه بر دوشم

پدرم روضهٔ رضوان بدو گندم بفروخت
ناخلف باشم اگر من بجوی نفروشم

خرقه پوشی من از غایت دینداری نیست
پردهٔ بر سر صد عیب نهان می پوشم

گرچه افتاد ز زلفش گرهی در کارم
همچنان چشم گشاد از کرمش می دارم

وام حافظ بگو که بازدهند
کردهٔ اعتراف و ما گوهیم

گر من از سرزنش مدعیان اندیشم
شیوهٔ مستی و رندی نرود از پیشم

زهد رندان نوآموخته راه بدهیست
من که بدنام جهانم چه صلاح اندیشم

من اگر رندم و گر شیخ چه کارم با کس
حافظ راز خود و عارف وقت خویشم

ما برآریم شبی دست و دعایی بکنیم
غم هجران ترا چاره ز جایی بکنیم

آنکه بیجرم برنجید و به تیغم زد و رفت
بازش آرید خدارا که صفایی بکنیم

دلم از پرده بشد حافظ خوش لهجه کجاست
تا بقول و غزلش ساز و نوایی بکنیم

ما سر خوشان مست دل از دست داده‌ایم
همراز عشق و همنفس جام باده‌ایم

ای گل تو دوش جام صبوحی کشیده‌ای
ما آن شقایقیم که با داغ زاده‌ایم

پیر مغان ز توبهٔ ما گر ملول شد
گو باده صاف کن که بعذر ایستاده‌ایم

ما ورد سحر بر در میخانه نهادیم
اوقات دعا در ره جانانه نهادیم

آن بوسه که زاهد ز پیش داد بما دست
از روی صفا بر لب جانانه نهادیم

ما برین در نه پی حشمت و جاه آمده‌ایم
از بد حادثه اینجا به پناه آمده‌ایم

ما ز یاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

گفت خود دادی بما دل حافظا
ما محصل بر کسی نگماشتیم

عیب درویش و توانگر بکم و بیش بد است
کار بد مصلحت آنست که مطلق نکنیم
گر بدی گفت حسودی و رفیقی رنجید
گو تو خوش باش که ما گوش به احمق نکنیم

حافظ از خصم خطا گفت نگیریم برو
در بحق گفت جدل با سخن حق نه کنیم

مرا عهدیست با جانان که تا جاں در بدن دارم
هواداری کویش را چو جانِ خویشتن دارم

مرا در خانهٔ سرو یست کاندر سایهٔ قدش
فراغ از سرو بستانی و شمشاد چمن دارم

خدا را اے رقیب امشب زمانے دیده برہم نہ
که من بالعلِ خاموشش نهانی یک سخن دارم

گرم صد لشکر از خوباں بقصدِ دل کمیں سازند
بحمد اللہ والمنتہ بتے لشکر شکن دارم

الا اے پیر فرزانہ مکن عیبم بہ میخانہ
که من در ترکِ پیمانہ دلِ پیماں شکن دارم

برندی شہرہ شد حافظ بیں ازیں چندیں ورع لیکن
چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم

| | |
|---|---|
| ماجرائے من و معشوق مرا پایاں نیست | ہر چہ آغاز ندارد نہ پذیرد انجام |

گدائے کوئے تو ایم و حاجتے داریم
روا مدار کہ محروم از آستاں برویم
گو کہ حافظ ازیں در برو برائے خدا
کہ ہر چہ رائے تو باشد جز ایں نمی آں جویم

نصابِ حسن در حد کمال است
زکاتم دہ کہ مسکین و فقیرم
قرارے کردہ ام با میفروشاں
کہ روزِ غم بجز ساغر نہ گیرم

مژدهٔ وصلِ تو کو کز سرِ جاں برخیزم
طایرِ قدسم و از دامِ جہاں برخیزم
بولائے تو کہ گر بندهٔ خویشم خوانی
از سرِ خواجگیِ کون و مکاں برخیزم
تو بمندار کہ از خاکِ سرِ کوئے تو من
بجفائے فلک و جورِ زماں برخیزم

من ترکِ عشقبازی و ساغر نمی کنم
صد بار توبہ کردم و دیگر نمی کنم
باغِ بہشت و سایۂ طوبیٰ و قصرِ حور
با خاکِ کوئے دوست برابر نمی کنم
تلقین و درسِ اہلِ نظر یک اشارت است
گردم اشارتے و مکرر نمی کنم
شیخم بطنز گفت حرام است مے مخور
گفتم گوکہ گوشش بہر خر نمی کنم
پیرِ مغاں حکایتِ معقول می کند
معذورم ار محالِ تو باور نمی کنم
ایں تقویٰ ام بس است کہ چوں واعظانِ شہر
ناز و کرشمہ بر سرِ منبر نمی کنم

گفتی ز سرّ عهد ازل نکتهٔ بگوی
آنگه بگویمت که دو پیمانه درکشم

من که باشم که بر آن خاطر عاطر گذرم
دلبرا بنده نوازیت که آموخت بگو
لطفها می‌کنی ای خاک درت تاج سرم
که من این ظن به رقیبان تو هرگز نبرم

من نه آن رندم که ترک شاهد و ساغر کنم
من که دارم در گدائی گنج سلطانی به دست
من که امروزم بهشت نقد حاصل می‌شود
شیوهٔ رندی نه لائق بود وعظم را ولے
تهی وقت گل چه سود است حافظ [illegible]
محتسب داند که من این کارها کمتر کنم
کے طمع در گردش گردون دون پرور کنم
وعدهٔ فردائے زاهد را چرا باور کنم
چوں فتادم چرا اندیشهٔ دیگر کنم
تا عروسے خاطرم و اندیشه دیگر کنم

شکر خدا که هر چه طلب کردم از خدا
قسمت حوالتم به خرابات می‌کند
آن روز بر دلم در معنی گشاده شد
بر منتهائے مطلب خود کامران شدم
هر چند این چنین شدم و آن چنان شدم
کز ساکنان درگه پیر مغان شدم

اگر به [illegible] دستم که با دلدار نشینم
ز جام وصل مے نوشم ز باغ حسن گل چینم

اگر دیوانہ خواہم شد درین سودا کہ شب تا روز
سخن با ماہ می گویم پری در خواب می بینم
چو مہر خاکے کہ باد آورد فیضے بود و انعامے
ز حال بندہ یاد آور کہ خدمتگار دیرینم
نہ ہر کو نقش نظمے زد کلامش دلپذیر آمد
تذرو طرفہ می گیرم کہ چالاک است شاہینم
رموز عشق و سر مستی ز من بشنو نہ از حافظ
کہ با جام و قدح ہر شب حریف ماہ و پروینم

این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم
ہر کسے روز بہی می طلبد از ایام
ابلہاں را ہمہ شربت ز گلاب و قند است
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان

ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم
مشکل این است کہ ہر روز بتر می بینم
قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم
طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

صلاح از ما چہ می جوئی کہ مستاں را صلا گفتیم
بدور نرگس مستت سلامت را دعا گفتیم

در میخانه را بگشا که هیچ از خانقاه نگشود
گرت باور بود ور نه سخن این بود ما گفتیم

هر چند آں آرامِ دل دانم نہ بخشد کامِ دل
نقشِ خیالے می‌کشم فالِ دوامے می زنم

با آنکہ از خود غایبم وز مے چو حافظ تائبم
در مجلسِ روحانیاں گہ گاہ جامے میزنم

بر وای طبیبم از سر کہ خبر ز سر ندارم
ز زرت کنند زیور بزرت کشند دیگر
دگرم مگو کہ خواہم کہ ز درگہت برانم

بخدا رہا کنم جاں کہ ز جاں خبر ندارم
منِ بینوائے مضطر چہ کنم کہ زر ندارم
تو برین دمن برانم کہ دل از تو بر ندارم

(ن)

اے نورِ چشمِ من سخنے ہست گوش کن
پیران سخن بہ تجربہ گفتند نعمت
تسبیح و خرقہ لذتِ مستی نبخشدت

تا ساغرت پُر است بنوشان و نوش کن
ہاں اے پسر کہ پیر شوی پند گوش کن
ہمت درین عمل طلب مے فروش کن

ساقی که جامت از می صافی تهی مباد
چشم عنایتی بمن دردنوش کن

گوشه گیران انتظار جلوهٔ خوش می کنند
بر شکن طرف کلاه و برقع از رخ برفگن

با دلشدگان جور و جفا تا بکی آخر
آهنگ وفا ترک جفا بهر خدا کن

چندانکه گفتم غم با طبیبان
درمان نکردند مسکین غریبان

آن گل که هردم در دست خاریست
گو شرم بادش از عندلیبان

ما درد پنهان با یار گفتیم
نتوان نهفتن درد از طبیبان

یا رب امان ده تا باز بیند
چشم محبان روی حبیبان

درج محبت بر مهر خود نیست
یا رب مبادا کام رقیبان

ای منعم آخر بر خوان وصلت
تا چند باشیم از بی نصیبان

حافظ نگشتی رسوای گیتی
گر می شنیدی پند ادیبان

خدا را کم نشین با خرقه پوشان
رخ از رندان بی سامان مپوشان

درین صوفی وشان دردی ندیدم
که صافی باد عیش دردنوشان

دانی که چیست دولت دیدار یار دیدن
درکوی او گدائی بر خسروی گزیدن
از جان طمع بریدن آسان بود ولیکن
از دوستان جانی مشکل توان بریدن

چه حافظا چرا سے عشقبازی
نمی گو بدکسے بر وجه احسن

زدر درآ و شبستان ما منور کن
دماغ مجلس روحانیان معطر کن

طمع بنقد وصال تو حد ما نبود
حوالتم بدان لعل همچو شکر کن

چو شاهدان چمن زیر دست حسن تواند
کرشمه بر سمن و ناز بر صنوبر کن

ازین مرقع پشمینه تنگ در تنگم
بیک کرشمه صوفی وشم قلندر کن

فضول نفس حکایت بسے کند ساقی
تو کار خود مده از دست و مے بساغر کن

دگر فقیه نصیحت کند که مے مخورید
پیاله بدهش گو دماغ را تر کن

پس از ملازمت عیش و عشق مه رویان
زکارها که کنی شعر حافظ از بر کن

دامن دوست بدست آر و ز دشمن بگسل
مرد یزدان شو و ایمن گذر از اهرمنان

پیر پیمانه کش ما که روانش خوش باد
گفت پرهیز کن از صحبت پیمان شکنان

شراب لعل کش و روی مه جبینان بین
خلاف مذهب آنان جمال اینان بین

بزیر دلق ملمع کمندها دارند
درازدستی این کوته آستینان بین

بخرمن دو جهان سر فرو نمی آرند
دماغ کبر گدایان خوشه چینان بین

گره ز ابروی پرچین نمی گشاید یار
نیاز اهل دل و ناز نازنینان بین

اسیر عشق شدن چارهٔ خلاص منست
ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین

غبار خاطر حافظ ببرد صیقل عشق
صفای نیت پاکان و پاک دینان بین

صبح است ساقیا قدحی پر شراب کن
دور فلک درنگ ندارد شتاب کن

زان پیشتر که عالم فانی شود خراب
ما را ز جام بادهٔ گلگون خراب کن

خورشید می ز مشرق ساغر طلوع کرد
گر برگ عیش می طلبی ترک خواب کن

ما مرد زهد و توبه و طامات نیستیم
با ما بجام بادهٔ صافی خطاب کن

کار صواب باده پرستی است حافظا
برخیز و روی عزم بکار صواب کن

بآهوان نظر شیر آفتاب بگیر
با بروان دوتا قوس مشتری بشکن

| | |
|---|---|
| گلبرگ را ز سنبل مشکین نقاب کن | یعنی که رخ بپوش و جهانی خراب کن |
| ما بخت خویش و خوی تو را آزموده ایم | با دشمنان قدح کش و با ما عتاب کن |
| ما سرخوشیم و بادهٔ ما در پیاله کن | بدمست را بغمزهٔ ساقی حواله کن |
| ای پیر خانقه بخرابات شو دمی | غسلی برآر و توبهٔ هفتاد ساله کن |
| منم که شهرهٔ شهرم بعشق ورزیدن | منم که دیده نیالوده ام به بد دیدن |
| وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم | که در طریقت ما کافریست رنجیدن |
| عنان بمیکده خواهیم تافت زین مجلس | که وعظ بی عملان واجبست نشنیدن |
| مبوس جز لب معشوق و جام می حافظ | که دست زهد فروشان خطاست بوسیدن |
| می سوزم از فراقت رو از جفا بگردان | هجران بلای ما شد یا رب بلا بگردان |
| یغمای عقل و دین را بیرون خرام سرمست | بر سر کلاه بشکن در بر قبا بگردان |
| حافظ ز خوبرویان قسمت جز این قدر نیست | گر نیستت رضائی حکم قضا بگردان |
| ناصحم گفت که جز غم چه هنر دارد عشق | گفتم ای خواجهٔ عاقل هنری بهتر ازین |

| | |
|---|---|
| باده خور غم مخور و پند مقلد مشنو | اعتبار سخن عام چه خواهد بودن |
| و | |
| در راه عشق فرق غنی و فقیر نیست<br>آنکس که منع ما ز خرابات می کند<br>حافظ اگرت به مجلس او راه می دهند | ای پادشاه حسن سخن با گدا بگو<br>گو در حضور پیر من این ماجرا بگو<br>می نوش و ترک زرق برای خدا بگو |
| ای خونبهای نافهٔ چین خاک راه تو<br>خونم بخور که هیچ ملک با چنین جمال<br>یاران همنشین همه از هم جدا شدند | خورشید سایه پرور طرف کلاه تو<br>از دل نیایدش که نویسد گناه تو<br>ماییم و آستانهٔ دولت پناه تو |
| ای قبای پادشاهی راست بر بالای تو<br>آنچه اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار<br>عرض حاجت در حریم حضرتت محتاج نیست | زینت تاج و نگین از گوهر والای تو<br>جرعه‌ای بود از زلال جام جان افزای تو<br>راز کس مخفی نماند با فروغ رای تو |
| بجان پیر خرابات و حق صحبت او<br>بهشت اگرچه نه جای گناهکاران است<br>بر آستانهٔ میخانه گر سری بینی | که نیست در سر من جز هوای خدمت او<br>بیار باده که مستظهرم به همت او<br>مزن به پای که معلوم نیست نیت او |

مکن بچشم حقارت نگاه بر من مست
که نیست معصیت و زهد بی مشیت او

نمی‌کند دل من میل زهد و توبه ولی
بنام خواجه بکوشیم و فر دولت او

مدام خرقهٔ حافظ بباده در گرو است
مگر ز خاک خرابات بود فطرت او

خرقهٔ زهد و جام می گرچه نه درخور همند
این همه نقش میزنم در طلب رضای تو

منکر ملول گشته‌ای از نقش فرشتگان
قال و مقال عالمی میکشم از برای تو

دلق گدای عشق را گنج بود در آستین
زود بسلطنت رسد هر که بود گدای تو

کبر و ریای اهل صومعه‌ام کرد می‌پرست
این دود بین که نامهٔ من شد سیاه ازو

آخر ببین خیال که دارد گدای شهر
روزی شود که یاد کند پادشاه ازو

گفتا برون شدی بتماشای ماه نو
از ماه ابروان منت شرم باد رو

ساقی بیار باده که رمزی بگویمت — ف — از سیر اختران کهن سال و ماه نو

شکل هلال هر سر مه می دهد نشان — از افسر سیامک و طرف کلاه گو

مزرع سبز فلک دیدم و داس مه نو
یادم از کشتهٔ خود آمد و هنگام درو

تکیه بر اختر شبگرد مکن کاین عیار
تاج کاوس ببرد و کمر کیخسرو

گر روی پاک و مجرد چو مسیحا به فلک
از فروغ تو بخورشید رسد صد پرتو

آسمان گو مفروش این عظمت کاندر عشق
خرمن مه بجوی خوشهٔ پروین بدو جو

آتش زرق و ریا خرمن دین خواهد سوخت
حافظ این خرقهٔ پشمینه بینداز و برو

گفتی سخن خود را با یار بباید گفت — ای کاش توانستم گفتن سخنی با او

استاد غزل سعدی است پیش همه کس اما — دارد سخن حافظ طرز سخن خواجو

مطرب خوش نوا بگو تازه بتازه نو به نو
بادهٔ دلگشا بجو تازه بتازه نو به نو
با صنمی چو لعبتی خوش بنشین به خلوتی
بوسه ستان بکام ازو تازه بتازه نو به نو
بر ز حیات کی خوری گر نه مدام می خوری
باده بخور بیاد او تازه بتازه نو به نو

## ه

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامه — انی رأیت دهراً من هجرک القیامه
هر چند کازمودم از وی نبود سودم — من جرب المجرب حلت به الندامه
پرسیدم از طبیبی احوال دوست گفتا — فی بعدها عذاب فی قربها السلامه

ای از فروغ رویت روشن چراغ دیده — مانند چشم مستت چشم جهان ندیده
همچون تو نازنینی سر تا بپا لطافت — گیتی نشان نداده ایزد نیافریده
هر زاهدی که دیده یا قوتت می فروشند — سجاده ترک داده پیمانه در کشیده
در قصد خون عاشق ابرو و چشم شوخت — گه این کمین گشاده گه آن کمان کشیده
گر بر لبم نهی لب یابم حیات باقی — آندم که جان شیرین ما شد رمیده

از من جدا مشو که توام نور دیده‌ای
منعم ز عشق او مکنی ای مفتی زمان
زین سرزنش که کرد ترا دوست حافظا

آرام جان و مونس قلب رمیده‌ای
معذور دارمت که تو او را ندیده‌ای
بیش از گلیم خویش مگر پا کشیده‌ای

ای که با سلسلهٔ زلف دراز آمده‌ای
ساعتی ناز مفرما و بگردان عادت
آفرین بر دل نرم تو که از بهر ثواب
گفت حافظ دگرست خرقه شراب آلوده است

فرصتت باد که دیوانه نواز آمده‌ای
چون به پرسیدن ارباب نیاز آمده‌ای
کشتهٔ غمزهٔ خود را به نماز آمده‌ای
مگر از مذهب این طائفه باز آمده‌ای

حدیث مدرسه و خانقه مگوی که باز

فتاد در سر حافظ هوای میخانه

منم که بی تو نفس میزنم زهی خجلت

مگر تو عفو کنی ورنه چیست عذر گناه

دامن کشان همی شد در شرب زرکشیده
صد ماه رو ز رشکش جیب قصب دریده
از تاب آتش می بر گرد عارضش خوی
چون قطره‌های شبنم بر برگ گل چکیده

یاقوتِ جانفزایش از آب لطف زاده — شمشاد خوش خرامش از ناز پروریده

هر بد که گفت دشمن در حق ما شنیدی — یا رب که مدعی را بادا زبان بریده

گر خاطر شریفت رنجیده شد ز حافظ — باز آکه توبه کردیم از گفته و شنیده

در سرای مغان رفته بود و آب زده — نشسته پیر و صلائے بشیخ و شاب زده

سبوکشان همه در بندگیش بسته کمر — ولے ز طرف کله خیمه بر سحاب زده

وصال دولتِ بیدار ترسمت ندهند — که خفتهٔ تو در آغوش بخت خواب زده

بیا بمیکده حافظ که بر تو عرضه کنم — هزار صف ز دعاهائے مستجاب زده

دوش رفتم بدرِ میکده خواب آلوده
خرقه تردامن و سجّاده شراب آلوده
آشنایانِ رہ عشق درین بحر عمیق
غرقه گشتند و نگشتند به آب آلوده

گفت حافظ برو نکته بیاران مفروش — آه ازین لطف بانواع عتاب آلوده

سحرگاهان چو مخمور شبانه — گرفتم باده با چنگ و چغانه

نهادم عقل را زادِ ره از مے — بشهرِ مستیش کردم روانه

نبندی زان میان طرفے کمروار — اگر خود را بہ بینی در میانه

بر و این دام بر مرغ دگر نه / که عنقا را بلند است آشیانه
ندیم و مطرب و ساقی همه اوست / خیالِ آب و گل در ره بهانه
بده کشتی مے تا خوش برآییم / ازین دریاے ناپیدا کرانه
وجودِ ما معمائیست حافظ / که تحقیقش فسون است و فسانه

---

عیداست و موسم گل ساقی بیار باده / هنگام گل که دیده بے مے قدح نهاده
زین زهد ریا ساقی بگرفت خاطر من / ساقی بیار باده تا دل شود گشاده
این یک دو روز دیگر گل را غنیمتے دان / گر عاشقی طرب کن با ساقیانِ ساده

---

عیشم مدام است از لعل دلخواه / کارم بکام است الحمدُ لله
مارا بمستی افسانه کردند / پیرانِ جاهل شیخانِ گمراه
از قولِ زاهد کردیم توبه / وز فعلِ عابد استغفر الله
رو بر نتابم از راه خدمت / سر بر ندارم از خاکِ درگاه
از صبرِ عاشق خوشتر نباشد / صبر از خدا خواه صبر از خدا خواه
دلقِ ملمع زنار راه است / صوفی نداند این رسم و این راه
دیشب برویش خوش بود وقتم / از وصلِ جانان صد لوحش الله
شوقِ رخت برد از یادِ حافظ / ورد شبانه درس سحرگاه

گر تیغ بارد در کوئے آں ماه — گردن نهادیم الحکم لله
من رند و عاشق آنگاه توبه — استغفر الله - استغفر الله
آئین تقوی ما نیز دانیم — اما چه چاره با بخت گمراه
ما شیخ و زاهد کمتر شناسیم — یا جام باده یا قصه کوتاه
حافظ نبودے زینگونه بیدل — گر می شنیدے پند نکو خواه

نصیب من چو خرابات کرده است اله
درین میانه بگو زاهدا مرا چه گناه
کسے که در ازلش جام مے نصیب افتاد
چرا بحشر کنند این گناه ازو درخواه
بگو بزاهد سالوس و خرقه پوش دو روئے
که دست زرق دراز است و آستین کوتاه

ق

تو خرقه را ز برائے هوا همی پوشی
که تا بزرق بری بندگانِ حق از راه

مرادِ من ز خرابات چونکه حاصل شد
دلم ز مدرسه و خانقاه گشت سیاه
برو گدای در پیر گدای شو حافظ
تا این مراد نیابی بجز بلطف الله

وصالِ او ز عمرِ جاودان به
خداوندا مرا آن ده که آن به

بشمشیرم زد و با کس نگفتم
که رازِ دوست از دشمن نهان به

ولا دائم گدای کوی او باش
بحکم آن که دولت جاودان به

بخلدم زاهدا دعوت مفرمای
که این سیبِ زنخ زان بوستان به

خدا را از طبیبِ من بپرسید
که آخر کی شود این ناتوان به

جوانا سر متاب از پندِ پیران
که رای پیر از بختِ جوان به

سخن اندر دهانِ دوست گوهر
ولیکن گفتهٔ حافظ از آن به

## ی

آمرزشِ نقد است کسی را که درین جا
یاریست چو حوری و سرای چو بهشتی

تا کی غمِ دنیای دنی ای دلِ نادان
حیف است ز خوبی که شود عاشقِ زشتی

چو سلکِ دُرِّ خوش آبست نظمِ شعرِ تو حافظ
که گاه لطفِ سبق می برد ز نظمِ نظامی

اکنون که ز گُل باز چمن شد چو بهشتی
گر محتسبت بر کدوے باده زند سنگ
جهلِ من و علمِ تو فلک را چه تفاوت
زاهد مکنم نسیه حکایت که به نقدم
بر خاکِ رهِ خواجه که ایوانِ کمالیست

ساقی مے گلگوں لبالب بر لب کشتی
بشکن تو کدوے سرِ او نیز بخشتی
آن را که بصر نیست چه خوب و چه زشتی
ترکی است چه حور است و سرایے چو بهشتی
گر بالش زر نیست بسازیم بخشتی

اے باد نسیمِ یار داری
روزے برسی بوصل حافظ

زاں نفحۂ مشکبار داری
گر طاقتِ انتظار داری

اے بے خبر بکوش که صاحب خبر شوی
در مکتبِ حقائق پیشِ ادیبِ عشق
گر نورِ عشقِ حق بدل و جانت اوفتد
از پاے تا سرت همه ز رحمت الله شود
گر در سرت هواے وصال است حافظا

تا راه بیں نباشی کے راه بر شوی
هاں اے پسر بکوش که روزی پدر شوی
بالله که آفتاب فلک خوبتر شوی
در راهِ ذو الجلال چو بے پا و سر شوی
باید که خاکِ درگه اهلِ بصر شوی

ای پادشهِ خوبان داد از غمِ تنهائی
دل بی تو بجاں آمد وقت است کہ باز آئی

ای دردِ توام درماں در بسترِ ناکامی
وی یادِ توام مونس در گوشۂ تنہائی

مشتاقی و مهجوری دور از تو چنانم کرد
کز دست بخواہد شد پایانِ شکیبائی

دائم گلِ ایں بستاں شاداب نمی ماند
دریاب ضعیفاں را در وقتِ توانائی

در دائرۂ قسمت ما نقطۂ پرکاریم
لطف آنچہ تو اندیشی حکم آنچہ تو فرمائی

فکر خود و رائے خود در عالمِ رندی نیست
کفر است دریں مذہب خودبینی و خودرائی

یارب بکہ بتواں گفت ایں نکتہ کہ در عالم
رخسارہ بکس ننمود آں شاہدِ ہرجائی

ای از رخِ تو پیدا انوارِ پادشاہی
در فکرتِ تو پنہاں صد حکمتِ الٰہی

جائی کہ برقِ عصیاں بر آدمِ صفی زد
ما را چگونہ زیبد دعوائی بیگناہی

حافظ چو دوست از تو گہ گاہ می برد نام
رنجش ز بخت منما باز آ بعذرخواہی

ای دل آں بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی
بی زر و گنج بصد حشمتِ قاروں باشی

در مقامی کہ صدارت بفقیراں بخشند
چشم دارم کہ بجاہ از ہمہ افزوں باشی

| | |
|---|---|
| تاج شاهی طلبی گوهر ذاتی بنما<br>در ره منزل لیلی که خطرهاست بجاں<br>ساغر نوش کن و جرعه بر افلاک فشاں<br>حافظ از فقر مکن ناله که گر شعر اینست | ور خود از گوهر جمشید و فریدوں باشی<br>شرط اول قدم آنست که مجنوں باشی<br>تا بچند از غم ایام جگرخوں باشی<br>هیچ خوشدل نپسندد که تو محزوں باشی |
| ای دل بکوی عشق گذاری نمی کنی<br>چوگان کام در کف و گوی نمی زنی<br>این خوں که موج میزند اندر جگر چرا<br>گر دیگراں بجاں غم جاناں خریده اند<br>ترسم کزین چمن نبری آستین گل | اسباب جمع داری و کاری نمی کنی<br>بازی چنین بدست و شکاری نمی کنی<br>در کار رنگ و بوی نگاری نمی کنی<br>ای دل تو این معامله باری نمی کنی<br>کز گلشنش تحمل خاری نمی کنی |
| ای قصهٔ بهشت ز کویت حکایتی | آب خضر ز نوش لبانت کنایتی |
| ای که بر مه از خط مشکین نقاب انداختی<br>از فریب نرگس مخمور و چشم می پرست | لطف کردی سایه بر آفتاب انداختی<br>حافظ خلوت نشیں را در شراب انداختی |
| ای که دایم بخویش مغروری | گر ترا عشق نیست معذوری |

| | |
|---|---|
| روی زردست و آه درد آلود | عاشقان را گواه رنجوری |
| رنج ما را که توان برد بیک گوشهٔ چشم<br>نقل هرچه که از خلق کریمت گویند<br>بر تو گر جلوه کند شاهد ما ای زاهد | شرط انصاف نباشد که مداوا نکنی<br>قول صاحب غرضانست تو اینها نکنی<br>از خدا جز می و معشوق تمنا نکنی |
| ای که در کوی خرابات مقامی داری<br>کامی گر میطلبد از تو غریبی چه شود | جم وقت خودی ار دست بجامی داری<br>تو بی امروز درین شهر که نامی داری |
| ای که مهجوری عشاق روا میداری<br>تو بتقصیر خود افتادی ازین در محروم<br>ای دل خام طمع شرمی ازین قصه بدار<br>حافظا عادت خوبان همه جورست و جفا | بندگان را ز بر خویش جدا میداری<br>از که می نالی و فریاد چرا میداری<br>کار نا کرده چه امید عطا میداری<br>تو که زین طایفه امید وفا میداری |
| این خرقه که من دارم در رهن شراب اولی<br>من حال دل زاهد با خلق نخواهم گفت<br>چون پیر شدی حافظ از میکده بیرون رو | وین دفتر بی معنی غرق می ناب اولی<br>کاین قصه اگر گویم با چنگ و رباب اولی<br>رندی و هوسناکی در عهد شباب اولی |

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی / تا بیخبر بمیرد در رنج خودپرستی
با ضعف و ناتوانی همچون نسیم خوش باش / بیماری اندرین غم خوشتر ز تندرستی
خار ارچه جان بکاهد گل عذر آن بخواهد / سهل است تلخی می در جنب ذوق مستی
صوفی پیاله پیما زاهد قرابه پر کن / ای کوته آستینان تا کی دراز دستی
در حلقهٔ مغانم دوش آن پسر چه خوش گفت / با کافران چه کارت گر بت نمی‌پرستی

---

فراق و وصل چه باشد رضای دوست طلب / که حیف باشد ازو غیر او تمنائی

---

برو زاهد به امیدی که داری / که دارم همچنان امیدواری
مرا در رشتهٔ دیوانگان کش / که مستی خوشتر است از هوشیاری
به پرهیز از من ای صوفی به پرهیز / که کردم توبه از پرهیزگاری

---

بشنو این نکته که خود را ز غم آزاده کنی / خون خوری گر طلب روزی ننهاده کنی
آخر الامر گل کوزه گران خواهی شد / حالیا فکر سبو کن که پر از باده کنی
جهد بنما که در ایام گل و عهد شباب / عیش با آدمی چند پریزاده کنی
تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف / مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی
کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ / ای بسا عیش که با بخت خداداده کنی

بصوتِ بلبل و قمری اگر ننوشی مے
علاج کے کنمت آخر الدواء الکے
خزینہ داری میراث خوارگاں کفر است
بقول مطرب و ساقی بفتوی دف و نے

بفراغ دل زمانے نظرے بماہروے
بہ از آں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہاے و ہوئے
مکن اے صبا مشوش سر زلفِ آں پریرا
کہ ہزار جانِ حافظ بفداے تار موے

بگرفت کارِ حسنت چوں عشق من کمالے
خوش باش زانکہ نبود ایں ہر دو را زوالے
آندم کہ با تو باشم یکسال ہست روزے
واندم کہ بے تو باشم یک لحظہ ہست سالے

بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پہلوی
میخواند دوش درس مقامات معنوی
جمشید جز حکایت جام از جہاں نبرد
زنہار دل مبند بہ اسباب دنیوی
خوش فرش بوریا و گدائی و خواب امن
کایں عیش نیست درخور اورنگ خسروی
درویشم و گدا و برابر نمی کنم
پشمیں کلاہِ خویش بصد تاج خسروی

این قصه عجب شنو از بخت واژگون
ما را بکشت یار به انفاس عیسوی

دهقان سالخورده چه خوش گفت با پسر
کای نور چشم من بجز از کِشته ندروی

ساقی مگر وظیفهٔ حافظ زیاده داد
کآشفته گشت طرهٔ دستار مولوی

بتا با ما گذار این کینه داری
که حق صحبت دیرینه داری

به رندان مگو ای شیخ هشدار
که با حکم خدائی کینه داری

نمی‌ترسی ز آه آتشینم
تو دانی خرقهٔ پشمینه داری

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ
بقرآنی که اندر سینه داری

بیار باده و بازم رهان ز رنجوری
که هم بباده توان کرد دفع مخموری

ز سحر غمزهٔ فتان خویش غره مباش
که آزمودم و سودی نداشت مغروری

بیک فریب بدادم عنان خویش از دست
دریغ آنهمه زهد و صلاح و مستوری

بعشق زنده بود جان مرد صاحبدل
اگر تو عشق نداری برو که معذوری

بهر کسی نتوان گفت راز دل حافظ
مگر بدانکه کشیده است محنت دوری

بکش جفای رقیبان مدام و دل خوش دار
که سهل باشد اگر یار مهربان داری

تو مگر بر لب جوئے زہوس بنشینی  
ورنہ ہر فتنہ کہ بینی ہمہ از خود بینی

صبر بر جور رقیباں چہ کنم گر نہ کنم  
عاشقاں را نبود چارہ بجز مسکینی

عجب از لطف تو اے گل کہ نشستی با خار  
ظاہرا مصلحت وقت دراں می بینی

حیفم آید کہ خرامی بتماشائے چمن  
کہ تو خوش تر ز گل و تازہ تر از نسرینی

گر امانت بسلامت ببرم باکے نیست  
بیدلی سہل بود گر نبود بے دینی

سخن بیغرض از بندۂ مخلص بشنو  
اے کہ منظور بزرگانِ حقیقت بینی

نازنینے چو تو پاکیزہ رخ و پاک نہاد  
بہتر آنست کہ با مردمِ بد ننشینی

جاں فدائے تو کہ ہم جانی و ہم جانانی  
ہر کہ شد خاک درت رست ز سرگردانی

سر سری از سرِ کوئے تو نیارم برخاست  
کارِ دشوار نگیرند بدیں آسانی

خام را طاقتِ پروانۂ پرسوختہ نیست  
نازکاں را نرسد شیوۂ جاں افشانی

فاش کردند رقیبانِ تو سرِ دلِ من  
چند پوشیدہ بماند خبرِ پنہانی

در خمِ زلفِ تو دیدم دلِ خود را روزے  
گفتمش چونی و چوں میبرہی اے زندانی

ق

گفت آرے چہ کنم گر نبری زیں کمین  
ہر گدا را نبود مرتبۂ سلطانی

راستی حد تو حافظ نبود صحبت ما  
بس اگر بر سرِ ایں کوئے کنی سگبانی

حافظ مقیم درگہ او باش و عیش کن
کاندر بہشت بہتر ازیں گوشہ نیست جائے

چوں در جہانِ خوبی امروز کامگاری
شاید کہ عاشقاں را کامے ز لب برآری
ما بندہ ایم و عاجز تو خواجہ و دفادر
گر میکشی بزورم ور می کُشی بزاری
دُکانِ عاشقی را بسیار مایہ باید
دلہائے ہمچو آتش چشماں رودباری
آخر ترحمے کُن برحال زار حافظ
تا چند ناامیدی تا چند خاکساری

چہ بودے ار دلِ آں ماہ مہرباں بودے
کہ کار ما نہ چنیں بودے ار چناں بودے
اگر نہ دائرہ عشق راہ بربستے
چو نقطہ حافظِ بیدل دراں میاں بودے

چہ قامتی کہ زسرتا قدم ہمہ جانی | چہ صورتی کہ بہیچ آدمی نمی مانی

خوشتر از کوئے خرابات نباشد جائے
گر بہ پیرانہ سرم دست دہد ماوائے
با ادب باش کہ ہرگز نہ تواند گفتن
سخن دیر مگر برہمن دانائے
رحم کن بر دلِ مجروح وخراب حافظ
زانکہ ہست از پے امروز یقیں فردائے

در کوئے عشق شوکت شاہی نمی خرند
اقبالِ بندگی کن و دعوائے چاکری
سلطان و فکر لشکر و سودائے تاج وگنج
درویش و امنِ خاطر و کنج قلندری
یک حرفِ صوفیانہ بگویم اجازت است
اے نور دیدہ صلح بہ از جنگ داوری

در ہمہ دیر مغاں نیست چو من شیدائے
خرقہ جائے گروِ بادہ و دفتر جائے

کردہ ام توبہ بدستِ صنمِ بادہ فروش
کہ دگر مے نخورم بے رخِ بزم آرائے
جوہہا بستہ ام از دیدہ بدامان کہ مگر
در کنارم بنشانند سہی بالائے
نرگس ار لاف زد از شیوۂ چشمِ تو مرنج
نروند اہلِ نظر از پے نابینائے
ایں حدیثم چہ خوش آمد کہ سحرگہ می گفت
بر درِ میکدۂ با دف و نے ترسائے
گر مسلمانی ہمیں است کہ حافظ دارد
آہ گر از پے امروز بود فردائے

| | |
|---|---|
| ہر آنکہ کنجِ قناعت بگنجِ دنیا دار | فروخت یوسفِ مصری بکمتریں ثمنے |
| شنیدہ ام کہ سگاں را قلادہ می بندی | چرا بگردنِ حافظ نمی نہی رسنے |
| فیضِ ازل بزور و زر ار آمدے بدست | آبِ خضر نصیبۂ اسکندر آمدے |
| حافظ مدار امیدِ فرج از مدارِ چرخ | دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے |

| | | |
|---|---|---|
| | کیسهٔ سیم و زرت نیک بباید پرداخت<br>زین تمنا که تو از سیمبران می داری | |
| | زان مئ صاف کزو پخته شود هر خامے<br>گرچه ماهِ رمضانست بیاور جامے<br>روزه هرچند که مهمان عزیز است دلا<br>رفتنش موهبتے دان شدنش انعامے<br>مرغ زیرک بدرِ صومعه اکنون نه پرد<br>که نهاده است بهر مجلسِ وعظے دامے<br>گله از زاهدِ بدخو چه کنم رسم اینست<br>که چو صبحے بدمد در پیش افتد شامے<br>کو حریفے که شب و روزے صاف کشد<br>بود آیا که کند یاد ز دردآشامے | |
| | طبیب راه نشین دردِ عشق نشناسد<br>برو بدست کن اے مرده دل مسیح دمے | |

دوام عیش و تنعم نہ شیوۂ عشق است
اگر معاشر مائی بنوش جام غمے
سزائے قدر تو شاہا بدست حافظ چیست
بجز نیاز شبے یا دعائے صبحدمے

حافظ دگر چہ می طلبی از نعیم دہر
مے می چشی و طرۂ دلدار می کشی

ساقیا سایہ ابر است و بہار و لب جوے
من نگویم چہ کن از اہل دلی خود تو بگوے
بوئے یکرنگی ازیں قوم نیاید برخیز
دلق آلودۂ صوفی بمے ناب بشوئے
شکر ایزد کہ دگر بار رسیدی بہ بہار
بیخ نیکی بنشان و رہ توفیق بپوے
گفتی از حافظ ما بوئے ریا می آید
آفریں بر نفست باد کہ خوش بردی بوے

فردا شراب کوثر و حور از برائے ماست
و امروز نیز دلبر مہ روئے و جام مے
حافظ حدیث سحر فریب خوشت رسید
تا حد چین و شام و باقصائے روم و رے

سحر با باد میگفتم حدیث آرزومندی
خطاب آمد کہ واثق شو بالطاف خداوندی

قلم را آں زباں نبود کہ سرّ عشق گوید باز
ورائے حدِّ تقریر است شرحِ آرزومندی
دل اندر زلفِ لیلیٰ بند و کارِ عشقِ مجنوں کن
کہ عاشق را زیاں دارد مقالاتِ خردمندی
دریں بازار اگر سود است با درویش خرسند است
خدایا منعمم گرداں بدرویشی و خرسندی
ز شعرِ حافظِ شیرازی گویند و می رقصند
سیہ چشمانِ کشمیری و ترکانِ سمرقندی

ق

سحر گہ رہروے در سرزمینے
ہمی گفت ایں معمّا با قرینے
کہ اے صوفی شراب آنگہ شود صاف
کہ در شیشہ بماند اربعینے
گر انگشتِ سلیمانی نباشد
چہ خاصیت دہد نقشِ نگینے
درِ میخانہ بگشا تا بپرسم
مآلِ حالِ خود از پیش بینے

سحرم ہاتفِ میخانہ بدولتخواہی
گفت باز آئے کہ دیرینۂ ایں درگاہی

ہیچو جم جرعۂ مے کش کہ ز سرّ ملکوت
پرتوِ جامِ جہاں بیں دہدت آگاہی
با گدایانِ درِ میکدہ اے سالکِ راہ
با ادب باش گر از سرِّ خدا آگاہی

ق

بر درِ میکدہ رندانِ قلندر باشند
کہ ستانند و دہند افسرِ شاہنشاہی
خشت زیرِ سر و بر تارکِ ہفت اختر پائے
دستِ قدرت نگر و منصبِ صاحب جاہی
اگرت سلطنتِ فقر ببخشند اے دل
کمترین مُلکِ تو از ماہ بود تا ماہی
قطع ایں مرحلہ بے ہمرہیِ خضر مکن
ظلمات است بترس از خطرِ گمراہی
تو درِ فقر ندانی زدن از دست مدہ
مسندِ خواجگی و مجلسِ تورانشاہی
اے سکندر بنشین و غمِ بیہودہ مخور
کہ ببخشند ترا آبِ حیات از شاہی

حافظ خام طمع شرمے ازیں قصہ بدار
عملت چیست کہ فردوس دو جہاں میخواہی

ز کوئے مغاں رو مگرداں کہ آنجا
فروشند مفتاح مشکلکشائی
مے صوفی افگن کجا می فروشند
کہ در تابم از دستِ زہدِ ریائی
مرا گر تو بگذاری اے نفسِ طامع
بسے پادشاہی کنم در گدائی
بیاموزمت کیمیائے سعادت
ز ہم صحبتِ بد جدائی جدائی
مکن حافظ از جورِ گردوں شکایت
چہ دانی تو اے بندہ کارِ خدائی

جوانی باز می آرد بیادم
عروسی بس خوشی اے دخترِ رز
خرد در زندہ رود اندازو مے نوش

صدائے چنگ و نوشانوش ساقی
ولے گہ گہ سزا دارِ طلاقی
بگلبانگِ جوانانِ عراقی

| تَہَانِی الشَّیْبُ مِنْ کُلِّ العَذَارٰی | | سِوٰی تَقْبِیلِ خَدٍّ أَوْ اِعْتِنَاقِی |
|---|---|---|

در طریقِ عشقبازی امن و آسائش خطا است
ریش باد آں دل کہ با دردِ تو جوید مرہمے
اہلِ کام و ناز را در کوئے رنداں راہ نیست
رہروے باید جہاں سوزے نہ خامی بے غمے

شہریست پر ظریفاں از ہر طرف نگارے
یاراں صلائے عشق است گر می کنید کارے
مے بے غش است بشتاب وقتے خوش است دریاب
سالے دگر کہ دارد امیدِ نو بہارے
چوں ایں گرہ کشایم وِیں راز وا نمایم
دردے و صعب دردے ـ کارے و سخت کارے

صبا تو نکہت آں زلفِ مشکبو داری
بیادگار بمانی کہ بوئے او داری

| | | |
|---|---|---|
| [illegible] | نوای بلبلت ای گل کجا پسند افتد<br>که گوش هوش بمرغان هرزه گو داری<br>دعاش گفتم و خندان بزیر لب میگفت<br>که کیستی تو و با ما چه گفتگو داری<br>بکنج مدرسه حافظ مجوی گوهر عشق<br>قدم برون نه اگر میل جستجو داری | |
| | ساقی بهوش باش که غم در کمین ماست<br>مطرب نگاه دار همین ره که میزنی<br>می ده که سر بگوش من آورد چنگ و گفت<br>خوش باش و پند بشنو ازین پیر منحنی<br>ساقی به بی نیازی رندان که می بیار<br>تا بشنوی ز صوت مغنی هو الغنی | |
| | طفیل هستی عشقند آدمی و پری<br>ارادتی بنما تا سعادتی ببری | |
| | | |

دعاے گوشہ نشیناں بلا بگرداند
مرا ازیں ظلمات آنکہ رہنمائی کرد

چرا بگوشۂ چشمے بما نمی نگری
دعائے نیم شبی بود و گریہ سحری

عمر بگذشت بہ بیحاصلی و بوالہوسی
چہ شکرہاست دریں شہر کہ قانع شدہ اند
بال بگشا و صفیر از شجر طوبیٰ زن
تا چو مجمر نفسے دامن جاناں گیرم

اے پسر جام میم دہ کہ بہ پیری برسی
شاہبازان طریقت بہ شکار مگسی
حیف باشد چو تو مرغے کہ اسیر قفسی
دل بر آتش بنہادم ز پئے خوش نفسی

گفتی کہ دہم کامت و جانت بستانم

ترسم ندہی کامم و جانم بستانی

کہ برد بہ نزد شاہاں ز من گدا پیامے
اگر آں شراب خام است ۔ اگر آں حریف پختہ
تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلب ما کن
ز رہم میفگن اے شیخ - بدانہائے تسبیح
سر خدمت تو دارم بخرم بہ ہیچ مفروش
بکشائے تیر مژگاں و بریز خون حافظ

کہ بکوئے میفروشاں دو ہزار جم بجامے
بہزار بار بہتر ز ہزار پختہ خامے
کہ بضاعتے نداریم و فگندہ ایم دامے
کہ چو مرغ زیرک افتد نفتد بہیچ دامے
کہ چو بندہ کمتر افتد بمبارکی غلامے
کہ چنیں کشندہ را نکشند کس انتقامے

| | |
|---|---|
| می خواه و گل افشان کن از دهر چه میجوئی | این گفت سحرگه گل، بلبل تو چه میگوئی |
| امروز که بازارت پر جوش خریدار است | دریاب و بنه گنجی از مایه نیکوئی |
| هر مرغ بدستانی در گلشن شاه آمد | بلبل بنواسازی حافظ بدعاگوئی |
| نو بهار است در آن کوش که خوشدل باشی | که بسے گل بدمد باز و تو در گل باشی |
| چنگ در پرده همی می دهدت پند ولے | وعظت آنگاه دهد سود که قابل باشی |
| من نگویم که کنون با که نشین و چه بنوش | که تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی |
| در چمن هر ورقی دفتر حالی دگر است | حیف باشد که ز حال همه غافل باشی |
| گرچه راهیست پر از بیم ز ما تا بر دوست | رفتن آسان بود ار واقف منزل باشی |
| نقد عمرت ببرد غصه دنیا بگزاف | گر شب و روز درین قصه باطل باشی |
| جان و دل تو حافظ بسته دام آرزوست | اے متعلق خجل دم مزن از تجردی |
| نوش کن جام شراب یکمنی | تا بدان بیخ غم از دل بر کنی |
| دل بمے بر بند تا مردانه وار | گردن سالوس و تقوی بشکنی |
| من ارچه حافظ شهرم جوی نمی ارزم | مگر تو از کرم خویش یار من باشی |

هواخواه توام جانا و می‌دانم که می‌دانی
که هم نادیده می‌بینی و هم ننوشته می‌خوانی

ملامت گرچه دریابد ز راز عاشق و معشوق
نبیند چشم نابینا خصوص اسرار پنهانی

ملک در سجدهٔ آدم زمین بوس تو نیت کرد
که در حسن تو چیزی یافت غیر از طور انسانی

بیفشان زلف و صوفی را به پابازی و رقص آور
که از هر رقعهٔ دلقش هزاران بت بیفشانی

گشاد کار مشتاقان در آن ابروی دلبندست
خدا را یک نفس با ما گره بگشا ز پیشانی

امید از بخت میدارم که بگشایم کمربندت
با آن شرطیکه خاطر را ازین مسکین نرنجانی

گرچه دوریم بیاد تو قدح می‌نوشیم
بُعد منزل نبود در سفر روحانی

ز کوی یار می‌آید نسیم باد نوروزی
ازین باد ار مدد خواهی چراغ دل برافروزی

چو گل گر خرده‌ای داری خدا را صرف عشرت کن
که قارون را غلطها داد سودای زراندوزی

سخن در پرده میگویم چو گل از پرده بیرون آی
که بیش از پنج روزی نیست حکم میر نوروزی

مَی دارم چو جان صافی و صوفی میکند عیبش
خدایا هیچ عاقل را مبادا بخت بدروزی

جدا شد یار شیرینت کنون تنها نشین ای دل
که حکم آسمان اینست اگر سازی وگر سوزی
بعجب علم نتوان شد ز اسباب طرب محروم
بیا زاهد که جاهل را ز باده میرسد روزی
ندانم نوحهٔ قمری بطرف جویباران چیست
مگر او نیز همچون من غمی دارد شبانروزی
به بستان رو که از بلبل طریق عشق گیری یاد
بمجلس آی کز حافظ سخن گفتن بیاموزی

بوصلش گر مرا روزی ز هجران فرصتی بودی
نگفتی کس ز شیرینی چو حافظ شعر در عالم

مبارک ساعتی بودی چه خوش بودی اگر بودی
اگر طوطی طبعش را ز لعل او شکر بودی

ختم شد

# تنقید لسان الغیب

---

دیوان حافظ کی مکمل ترین اردو شرح "لسان الغیب" کے صاحب [illegible]
[illegible] ولی اللہ صاحب بی اے وکیل ایبٹ آباد نے چار جلدوں میں
مکمل کی ہے۔ اس شرح کی مکمل تنقید مولوی ابوالحسن صاحب [illegible]
بدایونی نے ۱۹۱۶ء میں اور اس کے بعد رسالوں اور
اخبارات میں لکھی تھی۔ وہ تمام تنقیدی مضامین رسالے کی
صورت میں چھپکر تیار ہوگئے ہیں۔ اس تنقید میں شرح اور
متن کی غلطیوں کی اصلاح کی گئی ہے۔ جو لوگ لسان الغیب
خرید چکے ہیں۔ اُن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس رسالے
کو اپنے کتب خانہ میں جگہ دیں۔ قیمت آٹھ آنہ فی جلد علاوہ
محصول ڈاک

المشتہر

مینجر نظامی پریس بدایوں